ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 22 شمارہ 04 نومبر 2024ء - ربیع الآخر 1446ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جلد 22 شمارہ 04

نومبر 2024ء - ربیع الآخر 1446ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود — مولانا محمد ریحان

فی شمارہ.................. 50 روپے

سالانہ.................. 500 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 500 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچٹرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..............آئینِ پاکستان میں چھبیسویں ترمیم..........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط56)......................کافروں کو ڈھیل، خبیث وطیب
کی تمیز اور غیب کا علم..// // 6

درسِ حدیث................جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا فتنہ............// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات..مفتی محمد رضوان 20

علم کے مینار: ....فقہ مالکی، منہج، تلامذہ،
کتب، مختصر تعارف (تیئسواں حصہ)..مفتی غلام بلال 25

تذکرۂ اولیاء: ....عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور
میں نئی ریاستی اصلاحات (قسط1)..مولانا محمد ریحان 29

پیارے بچو!......................ٹیکنالوجی کا جادوئی سفر!......................// // 32

بزمِ خواتین .....زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات (حصہ2)....مفتی طلحہ مدثر 34

آپ کے دینی مسائل کا حل ....تکفیر بازی ومغالطاتِ
سلفی کا جائزہ...ادارہ 37

کیا آپ جانتے ہیں؟.......................تجارتی بائیکاٹ، اور اس میں غلو
وبے اعتدالی (قسط4)..مفتی محمد رضوان 38

عبرت کدہ ....حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ ہفتم)..........مولانا طارق محمود 54

طب وصحت.................گلا اور حلق کے امراض................حکیم مفتی محمد ناصر 57

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........................// // 59

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

آئینِ پاکستان میں چھبیسویں ترمیم

قیامِ پاکستان سے لے کر تا حال کئی جہات سے ملک کا شرعی، عدالتی و معاشی نظام بہتر نہ ہو سکا، اور رفتہ رفتہ دین سے بعید تر اور تنزلی کی طرف گرتا چلا گیا، عدالتوں کی طرف سے عدل وانصاف کی فراہمی ایک سوالیہ نشان بنا رہا، مختلف شعبہائے زندگی میں بدامنی اور فسادات پیدا کرنے والوں کے خلاف تعزیرات اور سزاؤں کے جاری ہونے، اور ظالموں و مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے میں مسلسل ناکامیوں، اور اس سے بڑھ کر عدلیہ کے بار بار سیاسی امور میں مداخلت کرنے کے طرزِ عمل نے ملک کو ایک اندھیر نگری اور فتنہ وفسادات کی گہری کھائی میں دھکیل دیا، جس کی طرف ہم نے پہلے بھی کئی مرتبہ توجہ دلائی۔

اب بارش کے پہلے قطرہ کے طور پر آئین پاکستان کی چھبیسویں ترمیم کی شکل میں جسے سرکاری طور پر ’’26th Amendment in Constitution act 2024‘‘ کا نام دیا گیا ہے، حکومت اور سیاسی جماعتوں کی طرف سے ایک کوشش سامنے آئی، جس کے تحت آئین میں کئی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔

حکومت نے اس سے قبل گزشتہ ماہ بھی آئینی ترامیم کی کوشش کی تھی، تاہم بعض شقوں میں اختلافات کی بناء پر اس میں پیش رفت نہیں ہو سکی تھی۔

جس کے بعد آئینی ترامیم کی تیاری اور ان کو حتمی شکل دینے کے لئے حکمران اتحاد مسلم لیگ نون، پاکستان پیپلز پارٹی، اور جمعیت علمائے اسلام، و دیگر سیاسی جماعتوں کی طرف سے ایک خصوصی پارلیمانی کمیٹی قائم کی گئی، آئینی ترامیم کے متعلق حکومتی اتحاد نے اپوزیشن کی جماعت، جمعیت علمائے اسلام ف سے براہِ راست اور پاکستان تحریک انصاف سے بالواسطہ مذاکرات کئی ہفتوں جاری رہے، جس کے نتیجہ میں اس آئینی ترامیم کے مسودہ کو 18 اکتوبر 2024ء کو اس خصوصی

پارلیمانی کمیٹی نے حتمی شکل دی۔

20 اکتوبر، بروز اتوار 2024ء کو کابینہ نے آئینی ترامیم کی منظوری دی، اور اسی دن شام کو دو تہائی اکثریت کے ساتھ ایوان ''سینٹ'' سے یہ ترامیم منظور ہوئیں، جبکہ قومی اسمبلی، پارلیمنٹ سے اس کی منظوری کا اجلاس اس کے بعد الگ شروع ہوا، جو رات کو شروع ہو کر 21 اکتوبر بروز پیر کی صبح تک جاری رہا، اور یہاں سے بھی دو تہائی اکثریت کے ساتھ اس کو منظور کر لیا گیا، پھر اسی دن وزیر اعظم اور صدر کے دستخط و منظوری سے اس کو قانونی شکل دے دی گئی، اور اب اس کے اگلے مراحل پر کام جاری ہے۔

پاکستان تحریکِ انصاف نے اگرچہ مسودہ کی تیاری کے مختلف اجلاسوں میں شرکت کی، لیکن اپنی حسبِ روایت ایوان، اور قومی اسمبلی میں اس کی حمایت نہیں کی، بلکہ بائیکاٹ کیا۔

چھبیسویں آئینی ترمیم عدالتی عمل کے مختلف پہلوؤں کو تبدیل کرنے، عدالتی اختیارات کی وضاحت کرنے، اور قانونی طریقہ کار میں ردو بدل، اصلاح کرنے، ملک سے سود کے خاتمہ اور اسلامی ومعاشی نظام کو مؤثر بنانے کی کوششوں پر مشتمل ہے۔

اس ترمیم کے ذریعہ ایک اہم تبدیلی دفعہ 175 الف میں کی گئی ہے، جس کی رو سے جوڈیشنل کمیشن میں پارلیمنٹ اور عدلیہ دونوں کے اراکین کو شامل کیا گیا ہے، اور پاکستان کے چیف جسٹس اور دیگر عدالتی اراکین کی تقرری کے عمل میں بھی تبدیلیاں تجویز کی گئی ہیں۔

اس آئینی ترمیم کے تحت اب چیف جسٹس سپریم کورٹ کا تقرر سنیارٹی کی بنیاد پر نہیں ہوگا، بلکہ سینئر ترین تین ججوں میں سے کسی ایک جج کا بطور چیف جسٹس تقرر بارہ رکنی پارلیمانی کمیٹی کی سفارش کی بنیاد پر ہوگا، اس کمیٹی میں آٹھ ارکان قومی اسمبلی جب کہ چار ارکان سینیٹ سے ہوں گے، جس میں تمام پارلیمانی جماعتوں کی متناسب نمائندگی ہوگی۔

کمیٹی کی سفارش پر چیف جسٹس کا نام وزیرِ اعظم، صدر کو ارسال کریں گے، کسی جج کے انکار کی صورت میں اگلے سینیئر ترین جج کا نام زیرِ غور لایا جائے گا۔

اس آئینی ترمیم کے مطابق سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی مدت تین سال ہوگی۔

چیف جسٹس کے لیے عمر کی بالائی حد 65 سال مقرر کی گئی ہے۔
سپریم کورٹ کے ججز کا تقرر جوڈیشل کمیشن کرے گا۔
چیف جسٹس کی زیرِ صدارت کمیشن میں آئینی بینچز کا سینئر ترین جج بھی شامل ہوگا۔
جوڈیشل کمیشن آئینی بینچز اور ججز کی تعداد کا تعین کرے گا، اور شریعت کورٹ وہائی کورٹ کے ججوں کی کارکردگی کا جائزہ لے گا۔
کسی بھی آئینی بینچ میں شامل سینئر ترین جج آئینی بینچ کا سربراہ ہوگا۔
ازخود نوٹس کا اختیار بھی آئینی بینچز کے پاس ہوگا۔
آئین کی تشریح سے متعلق کیس آئینی بینچز کے دائرہ اختیار میں آئیں گے۔
سپریم کورٹ اور صوبوں میں قائم ہائی کورٹس میں بھی آئینی بینچ تشکیل دیے جائیں گے۔
اسلام آباد ہائی کورٹ میں آئین سے متعلق بینچز کی تشکیل کے لیے قومی اسمبلی سے قرارداد منظور کرانا ہوگی۔
صوبائی ہائی کورٹس میں آئینی بینچوں کی تشکیل کے لیے صوبائی اسمبلیاں قرارداد منظور کریں گی۔
آرٹیکل 229 اور 230 میں بھی ترمیم کی گئی ہے، جس کے تحت پارلیمنٹ، یا صوبائی اسمبلیوں میں ہونے والی قانون سازی پر اسلامی نظریاتی کونسل سے رائے لی جائے گی، کوئی بھی معاملہ کم از کم 25 فیصد ارکان کی حمایت سے اسلامی نظریاتی کونسل کو بھجوایا جائے گا۔
بینکنگ نظام میں آنے والے تین برس میں سود ختم کرنے کی ترمیم بھی منظور کی گئی ہے، جس کے تحت یکم جنوری 2028ء تک سود کا خاتمہ کیا جائے گا، جو بہت خوش آئند بات ہے۔
اس آئینی ترمیم میں اور بھی بہت کچھ ہے، جو ہمارے خیال میں ملک کی سیاست کو مضبوط بنانے، ملک کے نظم ونسق میں بہترائی کا ذریعہ ہوگا، اور عدلیہ کی بار بار سیاسی امور میں مداخلت اور رخنہ اندازی سے نجات حاصل ہوگی۔
ہم امید کرتے ہیں کہ اگر ان ترامیم کو مخلصانہ طریقہ پر ملک میں نافذ العمل کیا جائے گا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ملک کے اسلامی، عدالتی، اور معاشی میدان میں بہت جلد تبدیلی اور بہترائی کے آثار پیدا ہوں گے، اللہ کرے کہ ایسا ہو، آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط56، آیت نمبر178 تا179)　مفتی محمد رضوان

کافروں کو ڈھیل، خبیث وطیب کی تمیز اور غیب کا علم

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (۱۷۸) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۱۷۹) (سورة آل عمران)

ترجمہ: اور ہرگز نہ خیال کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ بے شک (جو) مہلت دے رہے ہیں ہم ان کو (وہ) بہتر ہے ان کے نفسوں کے لیے بے شک ڈھیل دیتے ہیں ہم ان کو تاکہ زیادہ ہو جائیں وہ، گناہوں میں اور ان کے لیے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔ (۱۷۸) نہیں ہے اللہ کہ چھوڑے مومنوں کو اس حالت پر کہ جس پر تم ہو، یہاں تک کہ تمیز نہ کر دے وہ خبیث کی، طیب سے۔ اور نہیں ہے اللہ کہ مطلع کر دے تمہیں غیب پر اور لیکن اللہ منتخب کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے، پس ایمان لاؤ تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لے آئے تم اور تقوی اختیار کیا تم نے تو تمہارے لیے اجرِ عظیم ہے (۱۷۹) (سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے باخبر کیا ہے کہ کفر اور دوسرے گناہوں کا ارتکاب کرنے کے باوجود، جو ان پر اللہ کی طرف سے جلد مواخذہ نہیں ہوتا، تو اس کی وجہ سے وہ خود کسی دھوکہ میں مبتلاء نہ ہوں، اور نہ ہی مومن بندے کسی شبہ اور وسوسہ میں پڑیں کہ ان کے کفر اور گناہوں کی وجہ سے اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہے، تو ان کو دنیا کی نعمتیں کیوں

www.idaraghufran.org

ملی ہوئی ہیں، اور ان پر عذاب کیوں نازل نہیں کرتا، اور ان کا قصہ تمام کیوں نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ان کافروں کو مہلت اور ڈھیل اس لیے دیتا ہے، تاکہ وہ خوب مزے اڑالیں اور جی بھر کر گناہ کرلیں، اور گناہوں کا انبار جمع کرلیں، اور پھر اس کے نتیجہ میں وہ ذلیل کرنے والے شدید اور طویل عذاب کے مستحق قرار پائیں۔

قرآن مجید کی کئی دوسری آیات میں بھی اس مضمون کا مختلف انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ . وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ (سورة الاعراف، رقم الآية ١٨٢ و ١٨٣)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے تکذیب کی ہماری آیات کی، عنقریب ڈھیلا چھوڑیں گے ہم ان کو اس طور پر کہ نہیں علم ہوگا ان کو، اور ڈھیل دوں گا میں ان کو، بے شک میری خفیہ تدبیر نہایت مضبوط ہے (سورہ اعراف)

اور قرآن مجید کی سورہ قلم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ . وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ (سورة القلم، رقم الآية ۴۴ و ۴۵)

ترجمہ: پس رہنے دیجئے آپ مجھے، اور اس کو جو تکذیب کرتا ہے، اس بات کی، عنقریب ڈھیلا چھوڑیں گے ہم ان کو اس طور پر کہ نہیں علم ہوگا ان کو، اور ڈھیل دوں گا میں ان کو، بے شک میری خفیہ تدبیر نہایت مضبوط ہے (سورہ قلم)

معلوم ہوا کہ کافروں اور مجرموں کو اللہ کی طرف سے ڈھیل دیے جانے میں مصلحت ہے، اور اس کی وجہ سے کافر و مجرم بہت بڑے نقصان اور خسارہ کے مستحق قرار پاتے ہیں، اسی کو ''استدراج'' یعنی ڈھیل دینا، یا ڈھیلا چھوڑنا کہا جاتا ہے۔

اور قرآن مجید کی سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُوْنَ (سورة التوبة، رقم الآية ۵۵)

ترجمہ: پس نہ تعجب میں ڈالے آپ کو ان کے مال، اور نہ ان کی اولاد، بس چاہتا ہے اللہ تا کہ عذاب دے ان کو دنیا کی زندگی میں اور نکلے ان کی جان اس حال میں کہ وہ کافر ہوں (سورہ توبہ)

اور قرآن مجید کی سورہ توبہ ہی میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تُعْجِبْکَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُوْنَ (سورة التوبة، رقم الآية ٨٥)

ترجمہ: اور تعجب میں نہ ڈالے آپ کو ان کے مال اور اولاد، بس چاہتا ہے اللہ تا کہ عذاب دے ان کو دنیا کی زندگی میں اور نکلے ان کی جان اس حال میں کہ وہ کافر ہوں (سورہ توبہ)

معلوم ہوا کہ دنیا میں جو کافروں کو مال اور اولاد کی شکل میں دینا کی چیزیں دی گئیں، اور وہ آخرت سے غافل رہے، تو ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، ان کے ساتھ اللہ کی طرف سے آخرت میں سخت عذاب والا معاملہ کیا جائے گا۔

اور قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا وَرَضُوْا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُوْنَ. أُولٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ (سورة يونس، رقم الآيات ٧ الىٰ ١٠)

ترجمہ: بے شک جو لوگ نہیں امید رکھتے ہم سے ملاقات کی، اور راضی ہیں وہ دنیا کی زندگی کے ساتھ، اور مطمئن ہیں اس کے ساتھ، اور وہ لوگ کہ جو ہماری آیات سے غفلت اختیار کرنے والے ہیں، یہی لوگ ہیں کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، بوجہ اس کے جو انہوں نے کمایا، بے شک جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے انہوں نے نیک، ہدایت عطاء فرمائے گا ان کو ان کا رب ان کے ایمان کی برکت سے، جاری ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں، نعمت والی جنتوں میں (سورہ یونس)

اور قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى (سورة طٰهٰ، رقم الآية ١٣١)

ترجمہ: اور نہ اٹھایئے آپ اپنی آنکھوں کو ان چیزوں کی طرف، کہ برتنے کے لئے دیا ہم نے ان (چیزوں) کو مختلف طرح کی ان (لوگوں) میں سے، دنیا کی زندگی کی رونق کی، تاکہ آزمائیں ہم ان (لوگوں) کو ان (چیزوں) میں، اور آپ کے رب کا رزق بہتر ہے، اور زیادہ باقی رہنے والا ہے (سورہ طٰہٰ)

مطلب یہ ہے کہ کفار کو اللہ نے جو مختلف قسم کی مزین چیزیں عطاء فرمائی ہیں، ان کا مقصد آزمائش اور امتحان وابتلاء ہے، اور ان کفار کو حاصل مزین چیزوں کے مقابلہ میں، اللہ جو حلال رزق عطا فرمائے، وہ بہتر اور ثواب کی شکل میں باقی رہنے والا ہے۔

پھر اس کے بعد سورہ آلِ عمران کی اگلی آیت کے ابتدائی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمادیا ہے کہ کافروں کے برعکس دنیا میں مومن بندوں کو جو مصائب وآلام پیش آتے ہیں، ان کا اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے خبیث وناپاک اور طیب وپاکیزہ بندوں میں تمیز ہوجائے، اور حجت تمام ہوجائے، خبیث بندے کبھی بھی طیب وپاکیزہ بندوں کے درجہ ومقام تک نہیں پہنچ سکتے، خواہ خبیث بندوں کی حالت دنیا میں بظاہر اچھی کیوں نہ نظر آ رہی ہو۔

چنانچہ سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ لَا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَاأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورة المائدة، رقم الآية ١٠٠)

ترجمہ: کہہ دیجیے آپ کہ نہیں برابر ہوسکتا خبیث اور طیب، اگرچہ تعجب میں ڈال دے تجھے خبیث کی کثرت، پس ڈرو تم اللہ سے اے عقل والو، تاکہ تم فلاح پاؤ (سورہ مائدہ)

اور سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ أُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ (سورة الانفال، رقم الآية ٣٧)

ترجمہ: تاکہ تمیز کردے اللہ خبیث کی طیب سے اور کردے وہ خبیث کے بعض کو بعض

پر، پھر اوپر نیچے جمع کردے وہ سب کو، پھر کردے اس (مجموعہ) کو جہنم میں، یہ لوگ ہی ہیں خسارہ پانے والے (سورہ انفال)

پھر اس کے بعد سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیت کے اگلے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمادیا کہ اللہ تمہیں غیب پر مطلع نہیں فرماتا، اس لئے بندے ظاہر اور باطن کی حالت، اور خباثت وطہارت میں تمیز نہیں کرپاتے، اور مستقبل میں آنے والے عذاب پر مطلع نہیں ہو پاتے، اس لئے دھوکہ کھا جاتے ہیں، البتہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جن کو جتنا چاہتا ہے، وحی کے ذریعہ سے غیب کی باتوں پر مطلع فرمادیتا ہے، پس بندوں کی ذمہ داری یہ ہے وہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ان ہی صفات کے ساتھ ایمان لائیں، اور اللہ کی صفات میں شریک نہ کریں، اور تقویٰ اختیار کریں، اس کے نتیجہ میں وہ اجرِ عظیم کے مستحق قرار پائیں گے۔

اس مضمون کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیات سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ سورہ جن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖٓ اَحَدًا. اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا . لِیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا (سورة الجن،رقم الآية ۲۵ ،الیٰ ۲۸)

ترجمہ: کہہ دیجیے آپ کہ نہیں جانتا میں کہ کیا قریب ہے، وہ چیز جس کا وعدہ کیا جاتا ہے تم سے، یا کردے گا اس کے لئے میرا رب کچھ وقفہ۔ جو عالم الغیب ہے، پس نہیں ظاہر کرتا وہ اپنے غیب پر کسی کو، مگر جس کو چاہتا ہے وہ کسی رسول میں سے، پس بے شک وہ چلا دیتا ہے، اس کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ، تاکہ جان لے وہ کہ پہنچا دیا ہے انہوں نے اپنے رب کے پیغامات کو، اور احاطہ کر رکھا ہے اس نے ان چیزوں کا جو ان کے پاس ہیں، اور شمار کر رکھا ہے، اس نے ہر چیز کے عدد کو (سورہ جن)

مطلب یہ ہے کہ عالم الغیب تو اللہ ہی ہے، البتہ وہ غیب کی جتنی باتوں کی ضرورت سمجھتا ہے، وہ اپنے رسولوں کو وحی کے ذریعہ بتا دیتا ہے، اور اپنے رسولوں تک ان غیب کی باتوں کو پہنچانے میں پوری

www.idaraghufran.org

حفاظت کا انتظام بھی کرتا ہے، پھر اللہ کے وہ رسول خیانت کے بغیر ان، وحی سے معلوم شدہ باتوں کو اپنی امت تک پہنچا دیتے ہیں، جیسا کہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ذٰلِکَ مِنۡ أَنۡبَاءِ الۡغَیۡبِ نُوحِیهِ إِلَیۡکَ (سورہ آلِ عمران، رقم الآیة ۴۴)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں، وحی کرتے ہیں ہم ان کی آپ کی طرف (سورہ آلِ عمران)

اور سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلۡ لَا أَقُولُ لَکُمۡ عِندِی خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ وَلَا أَقُولُ لَکُمۡ إِنِّی مَلَکٌ إِنۡ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا یُوحَی إِلَیَّ (سورة الانعام، رقم الآیة ۵۰)

ترجمہ: کہہ دیجیے آپ کہ نہیں کہتا ہوں میں (کوئی بات) تم کو اپنے پاس سے اور نہیں جانتا میں غیب کو اور نہیں کہتا میں تم کو کہ بے شک میں کوئی فرشتہ ہوں، نہیں اتباع کرتا میں، مگر اسی چیز کی جو وحی کی جاتی ہے، میری طرف (سورہ انعام)

اور قرآن مجید کی سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَعِنۡدَهُ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ لَا یَعۡلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَرَقَةٍ إِلَّا یَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِی ظُلُمَاتِ الۡأَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَلَا یَابِسٍ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُبِینٍ (سورة الأنعام، رقم الآیة : ۵۹)

ترجمہ: اور اسی کے پاس ہیں، غیب کی کنجیاں، نہیں جانتا ان کو، مگر وہی، اور جانتا ہے وہ ان چیزوں کو جو خشکی میں ہیں، اور سمندر میں ہیں، اور نہیں گرتا کوئی پتا، مگر جانتا ہے وہ، اس کو، اور نہیں ہے کوئی دانا زمین کی اندھیریوں میں، اور نہ کوئی تر چیز، اور نہ کوئی خشک چیز، مگر وہ واضح کتاب (لوحِ محفوظ) میں ہے (سورہ انعام)

اور سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلۡ لَا أَمۡلِکُ لِنَفۡسِی نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَلَوۡ کُنۡتُ أَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ لَاسۡتَکۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَیۡرِ. وَمَا مَسَّنِیَ السُّوۡءُ إِنۡ أَنَا إِلَّا نَذِیۡرٌ وَّبَشِیۡرٌ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ (سورة الاعراف، رقم الآیة ۱۸۸)

ترجمہ: کہہ دیجئے آپ کہ نہیں مالک ہوں میں اپنے نفس کے لئے نفع کا اور نہ ضرر کا، مگر

جو چاہے اللہ،اور اگر ہوتا میں علم رکھنے والا غیب کا،تو کثرت سے جمع کر لیتا خیر کو،اور نہ پہنچتی مجھ کو برائی،نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا،ایسی قوم کو جو ایمان والے ہوں (سورہ اعراف)

اورسورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ (سورة يونس،رقم الآية ٢٠)

ترجمہ: کہہ دیجئے آپ کہ بے شک غیب اللہ کے لئے ہے (سورہ یونس)

اورسورہ ھود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ إِنِّي مَلَكٌ (سورة هود،رقم الآية ٣١)

ترجمہ: اورنہیں کہتا میں تمہارے لئے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں،اورنہیں جانتا میں غیب کو،اورنہیں کہتا میں کہ بے شک میں فرشتہ ہوں (سورہ ھود)

اورسورہ ھود ہی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

تِلْكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا (سورة هود،رقم الآية ٤٩)

ترجمہ: یہ غیب کی خبروں میں سے ہے،وحی کرتے ہیں ہم ان کی آپ کی طرف،نہیں تھے آپ ان کو جانتے،آپ اور نہ آپ کی قوم اس سے پہلے (سورہ ھود)

اورسورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ (سورة يوسف،رقم الآية ١٠٢)

ترجمہ: یہ غیب کی خبروں میں سے ہے،وحی کرتے ہیں ہم ان کی آپ کی طرف (سورہ یوسف)

اورسورہ نمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (سورة النمل،رقم الآية ٦٥)

ترجمہ: کہہ دیجیے آپ کہ نہیں جانتے وہ جو آسمان میں ہیں،اور اور زمین میں ہیں۔غیب کو سوائے اللہ کے (سورہ نمل)

اورسورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ . إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورة لقمان،رقم الآية ۳۴)

ترجمہ: بے شک اللہ،اسی کے پاس ہے علم،قیامت کا،اورنازل کرتا ہے وہ بارش کواور جانتا ہے وہ ان چیزوں کوجورحموں میں ہیں،اورنہیں جانتا کوئی جاندارکہ کیا کمائے گا وہ کل،اورنہیں جانتا کوئی جاندارکہ کون سی زمین میں مرے گا وہ،بے شک اللہ''علیم'' ہے''خبیر''ہے(سورہ لقمان)

اللہ کے''علیم''اور''خبیر''ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ازل سے ابدتک ہر ہر چیزکا پوراپورااور صحیح صحیح علم اورخبر رکھنے والا ہے،اوریہ صفت کسی غیرُ اللہ کوحاصل نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

قَالَ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ:مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا:إِذَا وَلَدَتِ الْأَمَةُ رَبَّهَا، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا كَانَتِ الْعُرَاةُ الْحُفَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْبَهْمِ فِي الْبُنْيَانِ، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ، ثُمَّ تَلَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:(إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ) قَالَ:ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:رُدُّوا عَلَيَّ الرَّجُلَ، فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوهُ، فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هٰذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِينَهُمْ(صحيح مسلم، رقم الحديث ۹''۵''

كتاب الإيمان، باب: الإيمان ما هو وبيان خصاله)

ترجمہ:اس آنے والے شخص نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے)سوال کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے سوال کیا گیا ہے، وہ سوال

www.idaraghufran.org

کرنے والے سے اس بات کا زیادہ جاننے والانہیں ہے،لیکن میں تمہیں اس کی علامات بتاتا ہوں، جب باندی اپنی مالکہ کو جنے گی، یہ قیامت کی علامات میں سے ہے، جب ننگے بدن اور ننگے پاؤں رہنے والے لوگوں کے سردار ہو جائیں گے،تو یہ قیامت کی علامات میں سے ہے، جب اونٹوں کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنا کر فخر کریں گے،تو یہ قیامت کی علامات میں سے ہے، قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں سے ہے، جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے (سورہ لقمان کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:

”إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ. إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ“

”بے شک اللہ، اسی کے پاس ہے علم قیامت کا، اور نازل کرتا ہے وہ بارش کو اور جانتا ہے وہ ان چیزوں کو جو رحموں میں ہیں ، اور نہیں جانتا کوئی جاندار کہ کیا کمائے گا وہ کل، اور نہیں جانتا کوئی جاندار کہ کون سی زمین میں مرے گا وہ ، بے شک اللہ ”علیم“ ہے ”خبیر“ ہے“

پھر وہ (سوال کرنے والا) شخص، پشت پھیر کر چلا گیا،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو واپس بلاؤ، لوگوں نے اس کو تلاش کیا، مگر وہ نہ ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبریل تھے، جو اس لیے آئے تھے، تا کہ لوگوں کو ان کا دین سکھائیں (مسلم)

حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَفَّ شَعَرِي مِمَّا قُلْتَ، أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ، مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ :(لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ)(وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ)وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ :(وَمَا

www.idaraghufran.org

تَدْرِیْ نَفْسٌ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا)وَمَنْ حَدَّثَکَ أَنَّهُ کَتَمَ فَقَدْ کَذَبَ، ثُمَّ قَرَأَتْ :(یَا أَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ)الآیَةَ وَلٰکِنَّهُ رَأٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ صُوْرَتِهٖ مَرَّتَیْنِ (صحیح البخاری،رقم الحدیث ۴۸۵۵، کتاب تفسیر القرآن،باب قوله :وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب)

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تیری اس بات سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، کیا تجھے ان تین باتوں کی خبر نہیں ہے؟ کہ جو بھی شخص ان میں سے کوئی بات تجھ سے کہے گا،تو وہ جھوٹا ہوگا،ایک تو اگر کوئی شخص تجھ سے کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے،تو وہ جھوٹا ہے، پھر انہوں نے (سورہ انعام کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:" لَا تُدْرِکُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ" "نہیں پاسکتیں اس کو نگاہیں،اور وہ پالیتا ہے نگاہوں کو،اور وہ انتہائی لطیف ہے،خبیر ہے" اور (سورہ شوریٰ کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائی کہ)"وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ أَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْیًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ " "اور نہیں ہے کسی بشر کو قدرت،اس بات کی کہ وہ اللہ سے کلام کرے،مگر وحی کے طور پر یا حجاب کے پیچھے سے" دوسرے جو شخص تجھ سے یہ بات بیان کرے کہ وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) جانتے تھے کہ کل کیا ہونے والا ہے ،تو وہ جھوٹا ہے، پھر (سورہ لقمان کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ " وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا "" اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کل کیا کرے گا وہ" تیسرے جو شخص تجھ سے یہ بات بیان کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات چھپائی ہے ،تو وہ جھوٹا ہے پھر (سورہ مائدہ کی) یہ آیت تلاوت فرمائی کہ" یَاأَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ" "اے رسول! تبلیغ کیجئے ان چیزوں کی، جو نازل کی گئیں آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے "آخر آیت تک (اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا) بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے (بخاری)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

جھوٹی نبوت کے دعویداروں کا فتنہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اس بات کا اعلان فرمایا کہ آپ کے بعد کئی لوگ جھوٹی نبوت کے دعوے دار بھی پیدا ہوں گے، اور وہ مسلمانوں کو فتنہ وگمراہی میں ڈالیں گے، یہاں تک کہ دجال بھی پہلے نبوت کا اور اس کے بعد ربوبیت کا دعویٰ کرے گا، اس لئے اس قسم کے دجل وفریب والے لوگوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھنا ضروری ہوگا۔

اس سلسلہ میں چند احادیث وروایات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ (مسلم، رقم الحديث ١٥٧ ”٨٤“كتاب الفتن وأشراط الساعة،باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل، فيتمنى أن يكون مكان الميت من البلاء)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ تیس کے قریب کذّاب، دجّال (بہت زیادہ دجل وفریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) پیدا نہ ہوجائیں، ان میں سے ہر ایک یہ گمان (ودعویٰ) کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے کہ:

بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ دَجَّالِيْنَ كَذَّابِيْنَ، كُلُّهُمْ يَقُوْلُ: أَنَا نَبِيٌّ، أَنَا نَبِيٌّ (مسند احمد، رقم الحديث ٩٥٤٨) [1]

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط الشيخين (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: قیامت کے قریب تیس کے قریب جھوٹے دجال (دجل وفریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، وہ سب کے سب یہ کہیں گے کہ میں نبی ہوں، میں نبی ہوں (مسند احمد)

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ (مسلم، رقم الحديث ۷ "۷" مقدمة الامام مسلم رحمه الله ، باب فى الضعفاء والكذابين ومن يرغب عن حديثهم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں دجال، کذاب (یعنی بہت زیادہ دجل وفریب سے کام لے کر جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، جو تمہارے سامنے ایسی باتیں پیش کریں گے، جو نہ تم نے سنیں، اور نہ تمہارے آباءواجداد نے سنیں، تو تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ، اور ان کو اپنے سے دور رکھو، تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں، اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں (مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوهُمْ (مسلم، رقم الحديث ۱۸۲۲ "۱۰" كتاب الإمارة ، باب الناس تبع لقريش، والخلافة فى قريش)

ترجمہ: قیامت سے پہلے کذاب ہوں گے، تم ان سے اپنے آپ کو بچانا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثِيْنَ دَجَّالًا كَذَّابًا (مسند احمد، رقم الحديث ۵۹۸۵) [1]

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره (حاشية مسند احمد)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت سے پہلے تیس (30) دجال، کذاب برآمد ہوں گے (مسند احمد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ: مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وَإِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٣٥٨) [1]

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ستائیس (27) کذاب اور دجال ہوں گے، جن میں سے چار عورتیں ہوں گی، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں (مسند احمد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

وَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٣٩٥) [2]

ترجمہ: اور عنقریب میری امت میں تیس (30) کذاب ہوں گے، جن میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، جن کو ان کی مخالفت کرنے والے ضرر نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (موت یا قیامت کی شکل میں) آجائے (مسند احمد)

جن احادیث میں ستائیس کذابوں کا ذکر ہے، ان میں کسر کی رعایت کی گئی ہے، اور جن میں تیس کا

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح (حاشية مسند احمد)

[2] قال شعيب الارنؤوط:

إسناده صحيح على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

ذکر ہے، ان میں کسر کے بغیر تعداد کو ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا دونوں قسم کی احادیث ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں، اور جن احادیث میں تیس کے قریب دجالوں کا ذکر ہے، وہ بھی ان دونوں قسم کی احادیث کو شامل ہونے کی وجہ سے ان کے موافق ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَـمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ، مِنْهُمْ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ، وَمِنْهُمْ صَاحِبُ صَنْعَاءَ الْعَنْسِيُّ، وَمِنْهُمْ صَاحِبُ حِمْيَرَ، وَمِنْهُمُ الدَّجَّالُ، وَهُوَ أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً،قَالَ: وَقَالَ أَصْحَابِيْ:قَالَ:هُمْ قَرِيْبٌ مِّنْ ثَلَاثِيْنَ كَذَّابًا (صحيح ابن حبان،رقم الحديث ٦٦٥٠،كتاب التاريخ،باب إخباره صلى الله عليه وسلم عمايكون في أمته من الفتن والحوادث) [1]

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویدار) ہوں گے، اُن میں صاحبِ یمامہ (یعنی مسیلمہ کذاب) اور اُن میں صاحبِ صنعاء (اسود) عنسی، اور اُن میں صاحبِ حمیر، اور اُن میں دجال ہے، اور وہ (دجّال) ان سب میں عظیم فتنے والا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں نے فرمایا کہ کذاب (یعنی جھوٹی نبوت کے دعویدار تعداد میں) تیس کے قریب ہیں (ابنِ حبان)

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نبوت کا دعویٰ کرنے والے لوگ جھوٹے، مکار، اور دجال ہیں، ان کے دجل وفریب، اور جھوٹے دعووں سے بچنا چاہیے، اور قیامت تک پیش آنے والے حالات کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ واختیار کردہ ہدایات وتعلیمات کو اپنا رہنما بنانا چاہیے۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوی (حاشية ابنِ حبان)

www.idaraghufran.org

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

انمول حدیث کی حقیقت

(20-ربیع الاول-1446ھ)

پاکستان کے ایک مشہور بزرگ اور پیر صاحب کے چند مواعظ''انمول حدیث'' کے عنوان سے شائع ہوئے ہیں،اوران مواعظ کی بنیاد ایک لمبی حدیث ہے،جس کو قاضی عیاض نے''الشــفــا''میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے کسی سند اور حوالہ کے بغیر ذکر کیا ہے،جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ''معرفت،میرے مال کا سرمایہ ہے،اور عقل میرے دین کی جڑ ہے،اور محبت میری بنیاد ہے،اور شوق میری سواری ہے،اور اللہ کا ذکر،میرا غمگسار ہے،اور توکل میرا خزانہ ہے،اور غم میرا رفیق ہے،اور علم،میرا ہتھیار ہے،اور صبر میری چادر ہے،اور رضاء،میرا مالِ غنیمت ہے،اور عاجزی،میرا فخر ہے،اور زہد،میرا پیشہ ہے،اور یقین میری قوت ہے،اور صدق میرا شفیع وسفارشی ہے،اور طاعت مجھے کافی ہے،اور جہاد،میری فطرت ہے،اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ [1]

لیکن قاضی عیاض نے اس حدیث کی نہ تو سند نقل کی اور نہ ہی اس کا کوئی حوالہ نقل کیا،اس کے بعد محدثین ومحققین نے بھی اس حدیث کو کتبِ حدیث میں نہیں پایا۔

---

[1] وعن علی رضی الله عنه قال :سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن سنته.
فقال :المعرفة رأس مالی، والعقل أصل دينی، والحب أساسی، والشوق مركبی، وذكر الله أنيسی، والثقة كنزی، والحزن رفيقی، والعلم سلاحی، والصبر ردائی، والرضاء غنيمتی، والعجز فخری، والزهد حرفتی، واليقين قوتی، والصدق شفيعی، والطاعة حسبی، والجهاد خلقی، وقرة عينی فی الصلاة(الشفا بتعريف حقوق المصطفى، ج ا ،ص ۲۸۹،الباب الثانی،الفصل الثالث والعشرون الخوف من الله والطاعة له وشدة العبادة)

www.idaraghufran.org

جس کے نتیجہ میں محدثین نے اس حدیث کو بے سند، بے اصل اور باطل قرار دیا ہے۔

چنانچہ امام شوکانی نے ''الفوائد المجموعة ''میں فرمایا کہ اس کو قاضی عیاض نے ذکر کیا ہے، اور اس پر من گھڑت ہونے کے آثار، ظاہر ہیں۔ ؎١

اور امام عراقی نے فرمایا کہ میں نے اس کی سند کو نہیں پایا، اور ابنِ حجر نے فرمایا کہ اس کی کوئی اصل نہیں، اور ابنِ سبکی نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی سند نہیں ملی۔ ؎٢

اور ''دلجی'' کہتے ہیں کہ ائمہ حدیث نے اس کو موضوع ومن گھڑت قرار دیا ہے۔ ؎٣

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلا تحقیق اور بغیر سند کے کوئی بات منسوب کرنا جائز نہیں، قاضی عیاض نے جس اعتماد پر اس نقل کیا تھا، وہ ان کا اور اللہ کا معاملہ ہے، لیکن تحقیق کے بعد جب اس حدیث کا غیر مستند اور بے اصل ہونا معلوم ہوگیا، تو پھر اس کو نقل وبیان کرنا جائز نہیں۔

مگر آج کل المیہ یہ ہے کہ جب کسی سے عقیدت ہو جاتی ہے، یا کسی کو اپنا پیر بنالیا جاتا ہے، تو اس کی

؎١ حديث" :المعرفة :رأس مالي، والعقل :ديني، والحسب :أساسي،والشوق :مركبي، وذكر الله :أنسي، والثقة :كنزي، والحزن :رفيقي، والعلم :سلاحي، والصبر :ردائي، والرضا: غنيمتي، والفقر :فخري، والزهد :حرفتي، واليقين :قوتي، والصدق :شفيعي، والطاعة: حسبي، والجهاد :خلقي، وقرة عيني :الصلاة.

ذكره القاضي عياض، وآثار الوضع عليه لائحة(الفوائد المجموعة،ص٣٢٧،باب فضائل النبي صلى الله عليه وآله وسلم)

؎٢ (وعن علي بن أبي طالب) رضي الله عنه (قال سألت رسول الله -صلّى الله عليه وسلم - عن سنته فقال المعرفة رأس مالي والعقل أصل ديني والحب أساسي والشوق مركبي وذكر الله أنيسي والثقة) بالله تعالى (كنزي والحزن رفيقي والعلم سلاحي والصبر دوائي والرضا) بالله تعالى (غنيمتي والعجز فخري والزهد حرفتي واليقين قوتي والصدق شفيعي والطاعة حسبي والجهاد خُلقي وقرة عيني في الصلاة

قال العراقي :ذكره القاضي عياض من حديث علي ولم أجد له إسناداً اهـ.

قلت :وسئل عنه الحافظ ابن حجر في فتاويه فقال لا أصل له.

قال ابن السبكي(6/ 378) :) لم أجد له إسناداً(تخريج أحاديث إحياء علوم الدين،ج٥،ص٢٣٧٦،كتاب المحبة والشوق والأنس والرضى)

؎٣ قال محمد بن خليل بن إبراهيم المشيشي الطرابلسي الحنفي:

-حديث :المعرفة رأس مالي ، والعقل أصل ديني ، والحب أساسي ، والشوق مركبي . الحديث بطوله ذكره عياض في الشفا ، قال الدلجي :قال الأئمة :موضوع .(اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع،ص١٧٠،حرف الميم)

www.idaraghufran.org

اندھی عقیدت اور محبت میں اس قدر غلو ہوجاتا ہے کہ اس کی خاطر دین کے پورے شعبہ کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، اور اس کی خاطر عجیب وغریب قسم کی تاویلات کو گھڑنے کی کوشش کی جاتی ہے، جو دنیا اور آخرت کے اعتبار سے تباہ کن طرزِ عمل ہے۔

بے ادبی اور گستاخی میں فرق

(25- ربیع الاول- 1446ھ)

شرعی اعتبار سے ''ادب'' جس کی جمع ''آداب'' آتی ہے، اس کے مفہوم میں کافی وسعت ہے، اور ادب کے مختلف درجات ومراتب ہیں، جن میں سے بعض چیزیں مستحب درجہ کی، بعض اس سے اوپر واجب درجہ کی ہوسکتی ہیں، اور یہ بات معلوم ہے کہ مستحب درجہ کے ادب پر عمل کرنا، باعثِ فضیلت وثواب تو ہوتا ہے، لیکن اس کی خلاف ورزی گناہ، یا گستاخی نہیں کہلاتی۔

یہی وجہ ہے کہ فقہی اعتبار سے بہت سی چیزیں آداب میں داخل ہیں، جیسے وضو اور طہارت اور غسل، اور استنجاء اور بیت الخلاء اور کھانے پینے اور سونے جاگنے، اور حق زوجیت وغیرہ کے آداب کہ ان سب کی خلاف ورزی گناہ، اور گستاخی میں داخل نہیں۔ [1]

---

[1] أدب:

التعريف:

أصل معنى كلمة "أدب" في اللغة " :الجمع " ، ومنه :الأدب بمعنى الظرف وحسن التناول . سمي أدبا؛ لأنه يأدب -أي يجمع -الناس إلى المحامد.

ولا يخرج المعنى الاصطلاحي عند الفقهاء عن المعنى اللغوي، فللأدب عند الفقهاء والأصوليين عدة إطلاقات:

أ -قال الكمال بن الهمام :الأدب :الخصال الحميدة ، ولذلك بوبوا فقالوا " :أدب القاضي "، وتكلموا في هذا الباب عما ينبغي للقاضي أن يفعله وما ينبغي أن ينتهي عنه .وكذلك قالوا " :آداب الاستنجاء "، " وآداب الصلاة ."وعرفه بعضهم بقوله :الأدب :وضع الأشياء موضعها.

ب -كما يطلق الفقهاء والأصوليون لفظ "أدب "أيضا أصالة على المندوب ، ويعبرون عن ذلك بتعبيرات متعددة منها :النفل، والمستحب، والتطوع، وما فعله خير من تركه، وما يمدح به المكلف ولا يذم على تركه، والمطلوب فعله شرعا من غير ذم على تركه، وكلها متقاربة .

ج -وقد يطلق بعض الفقهاء كلمة "آداب "على كل ما هو مطلوب سواء أكان مندوبا أم واجبا . ولذلك

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مثال کے طور پر زوجین کو ایک دوسرے کے ستر والے اعضاء کو دیکھنا ادب کے خلاف ہے، لیکن گناہ، اور ایک دوسرے کی گستاخی میں داخل نہیں۔ ۱؎

مگر آج ہمارے معاشرہ میں انتہاء پسندی اور تشدد پرستی کا یہ عالم ہے کہ جب کسی فرد، یا جماعت کی طرف سے دینِ اسلام کے خلاف ذرا سی بے ادبی و بے احترامی محسوس کی جاتی ہے، تو اس کو بے ادب اور گستاخ قرار دے کر اس کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر دیا جاتا ہے، اس کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے اور اس کے واجب القتل ہونے تک کے فتوے جاری کر دیئے جاتے ہیں، اور یہ بھی سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی کہ بے ادبی و بے احترامی اور گستاخی میں کوئی فرق بھی ہے، یا نہیں، اور بے ادبی و بے احترامی میں نیت وارادہ کا دخل بھی ہے، یا نہیں، اور اس کے واجب ومستحب درجات میں بھی فرق نہیں کیا جاتا، اور تمام صورتوں پر گستاخی کا حکم صادر کر دیا جاتا ہے۔

اور نہ ہی اس چیز پر غور کرنے کی ضرورت محسوس کی جاتی کہ جس چیز پر دوسرے کا موقف سامنے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بوبوا فقالوا " :آداب الخلاء والاستنجاء "وأتوا فی هذا الباب بما هو مندوب وما هو واجب، وقالوا :إن المراد بكلمة "آداب "هو كل ما هو مطلوب.

د -ويطلق الفقهاء أحيانا (الأدب) على الزجر والتأديب بمعنى التعزير .(ر :تعزير).

حكمه:

الأدب فی الجملة هو مرتبة من مراتب الحكم التكليفي، وهو غالبا يرادف المندوب، وفاعله يستحق الثواب بفعله، ولا يستحق اللوم على تركه .

مواطن البحث:

لقد نشر الفقهاء الآداب على أبواب الفقه، فذكروا فی كل باب ما يخصه من الآداب، ففی الاستنجاء ذكروا آداب الاستنجاء ، وفی الطهارة بأقسامها ذكروا آدابها، وفی القضاء ذكروا آداب القضاء ، بل صنف بعضهم كتبا خاصة فی الآداب الشرعية، كالآداب الشرعية لابن مفلح، وأدب الدنيا والدين للماوردی، وغيرهما(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲،ص ۳۴۵،و ۳۴۶،مادة"ادب")

ومن الأدب دلک أعضائه، وإدخال خنصره صماخی أذنيه وتقديم الوضوء على الوقت، ونشر الماء على وجهه من غير لطم، والجلوس فی مكان مرتفع .كذا فی التبيين(الفتاوی الهندية، ج۱،ص ۹،كتاب الطهارة،الباب الاول،الفصل الخامس فی نواقض الوضوء)

۱؎ وأما النظر إلى عين الفرج فمباح أيضا لأن الاستمتاع مباح فالنظر أولى لكن ليس من الأدب النظر إلى فرج نفسه أو إلى فرجها(تحفة الفقهاء للسمرقندی، ج۳،ص ۳۳۲،كتاب الاستحسان)

وَيَحِلُّ النَّظَرُ إلَى عَيْنِ فَرْجِ الْمَرْأَةِ الْمَنْكُوحَةِ لِأَنَّ الِاسْتِمْتَاعَ بِهِ حَلَالٌ فَالنَّظَرُ إلَيْهِ أَوْلَى إلَّا أَنَّ الْأَدَبَ غَضُّ الْبَصَرِ عَنْهُ مِنْ الْجَانِبَيْنِ(بدائع الصنائع، ج۵،ص ۱۱۹ ،كتاب الاستحسان)

www.idaraghufran.org

آیا، یہ علمی نوعیت کے اختلاف پر مبنی ہے، اگر یہ بات بہت جلیل القدر اصحابِ علم اور مسلمہ اکابر ومشائخ وبزرگوں سے ثابت ہو،تو ان پر کون سا حکم لگایا جائے گا۔

اور نہ ہی بے ادبی کا مرتکب قرار دئے جانے والے متکلم وفاعل سے وضاحت طلب کرنے کو گوارا کیا جاتا۔

چنانچہ مختلف مسالک سے وابستہ ایسے ایسے بزرگوں پر دوسرے مسالک سے منسلک لوگوں کی طرف سے،اللہ اوراس کے رسول کے گستاخ ہونے کا برملا ذکر کیا جاتا ہے،جن بزرگوں کی ساری زندگی قال اللہ وقال الرسول،اوراللہ اوراس کے رسول کے احکامات وارشادات کی تبلیغ میں گزری۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوت شدہ شخص سے اس کی نیت وارادہ اوراپنے قول وفعل کی مراداور مطلب اوراس کی وضاحت کا موقع دیا جانا ممکن نہیں۔

بلکہ اب تو زندہ شخصیات کو بھی اس قسم کا موقع فراہم نہیں کیا جاتا،اوراس کے بغیر براہِ راست گستاخ وبے ادب ہونے کا حکم لگا کر ہنگامہ آرائی اورفتنہ،فساد برپا کرنے کی فضا قائم کردی جاتی ہے۔

اسی بنیاد پر گزشتہ دنوں بعض لوگوں کی طرف سے ملک کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب فائز عیسیٰ صاحب کے خلاف قتل کا فتویٰ جاری کیا اوراس پرعوام کے جذبات کو بھڑکایا گیا۔

اس قسم کا طرزِ عمل نہایت غالیانہ اورمتشددانہ قرار دئے جانے کا مستحق ہے۔

اس طرح کے اور واقعات بھی وقتاً فوقتاً رونما ہوتے رہتے ہیں،اوران واقعات کے نتیجہ میں بڑے بڑے محاذ ایک دوسرے کے خلاف کھڑے کردئے جاتے ہیں،بعض اوقات ملک بھر میں احتجاج کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے،اور بدامنی کی فضاء قائم ہوجاتی ہے۔

اس قسم کی حرکات انتہاء پسندی،اورکم علمی کا نتیجہ ہے،جس میں بعض مقتداء لوگوں کے اپنے ذاتی مفادات اورتعصّبات بھی کارفرما ہوتے ہیں۔

اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس قسم کے انتہاء پسندانہ محرکات کا حصہ بن کر ہرگز کوئی اقدام نہ کریں،بلکہ خوب تحقیق اورغوروفکر کے بعداس بارے میں شرعی اصول وہدایات کے مطابق عمل پیرا ہوں۔

علم کے مینار (امت کے علماء وفقہاء: قسط45) مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

فقہ مالکی، منہج، تلامذہ، کتب، مختصر تعارف (تیسواں حصہ)

گزشتہ اقساط میں فقہ مالکی کا مختصر تعارف ومنہج، امام مالک رحمہ اللہ کی مختصر سوانح حیات، شیوخ و اساتذہ اور چند کبار تلامذہ واصحاب کا ذکر کیا گیا، جن کا تعلق دوسری یا تیسری صدی ہجری سے تھا۔

ذیل میں اُن مالکی اصحاب کا ذکر کیا جاتا ہے، جو کہ جدید دور کے علماء واصحاب کہلاتے ہیں، یا جنہوں نے فقہ مالکی کو جدید خطوط پر استوار کرتے ہوئے، دیگر ممالک تک اس مسلک ومنہج کی نشر واشاعت کی، ان اصحاب کا تعلق لگ بھگ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے، جن میں سے مشہور مالکی امام ''ابنِ عبدالبر قرطبی، ابو الولید ابن رُشد قرطبی الجد''اور''ابو الولید ابن رُشد قرطبی الحفید (صاحبِ بدایۃُ المجتھد) جیسے کبار مالکی فقہاء وعلماء کا مختصر تعارف و ذکر ماقبل میں گزر چکا ہے، ذیل میں مزید اصحابِ علم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(4)......شیخ ابو بکر أبهری

شیخ ''ابوبکر محمد بن عبدالله أبهری'' کا شمار ایران کے ایک شہر''ابہار'' کے مالکی المسلک عالم اور فقیہ کے طور ہوتا ہے، کمال درجہ کے محدث، فقیہ، اصولی اور قراء میں سے تھے، ملکی مسلک میں دینی علوم کی فہم وریاست ان پر تمام ہوجاتی تھی، شروع شروع میں تو اپنے شہر کو ہی مادرِ علمی بنایا، لیکن پھر آپ ہجرت کرکے عراق چلے گئے، اور بغداد میں رہنے لگے۔

اور یہاں آپ ''شیخ المالکیة فی العراق'' کے لقب سے جانے گئے، اس دوران عہدۂ قضاء کی پیشکش بھی ہوئی، مگر آپ نے اس کو رَد فرمادیا، اور ہمہ تن علمی ودرسی مصروفیات میں مشغول ہوگئے، تصنیف وتالیف کے میدان میں ''الأصول، العوالی، الأمالی، إجماع أهل المدینة ''اور''فضل المدینة علی مکة ''کے نام سے کچھ کتب بھی تحریر فرمائیں، وفات

www.idaraghufran.org

375ہجری میں ہوئی، جبکہ ولادت کا سال 289ہجری ہے۔

شیخ ''ابوبکر محمد بن عبداللہ أبهری'' مالکی مسلک کے اُن اصحاب میں سے ہیں، جنھوں نے اس مسلک کو بلادِ مشرقہ میں پھیلایا، ورنہ زیادہ تر مالکی اصحاب کا مولد ومسکن بلادِ مغربہ تھا۔ [1]

(5)......قاضی عبد الوھاب مالکی

قاضی عبدالوہاب مالکی کا شمار، مالکی مکتبۂ فکر کی مشہور ترین شخصیات میں ہوتا ہے، آپ حافظ، محدث، اور مالکی مکتب میں ایک اہم عراقی فقیہ تھے، شیخ ابوبکر ابہری کہ جن سے آپ نے علمی فیض بھی حاصل کیا، کے بعد آپ مالکی مذہب کے اب معدوم عراقی مکتب کی ایک اہم شخصیت تھے، اعیان علمائے اسلام میں شمار کیے جاتے تھے، آپ کو عربی ادب، اور شاعری کی وجہ سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

فقہ مالکی پر آپ کی ایک کتاب ''التـلـقيـن'' کے کام لیے آپ زیادہ مشہور ہیں، جو آج بھی زیرِ مطالعہ ہے، خاص طور پر فقہ مالکی کے عراقی مکتبۂ فکر کو جاننے کے لیے۔

آپ نے بغداد کے چند نامور مالکی علماء سے تعلیم حاصل کی، جن میں خاص طور پر عراقی فقہاء ''الابھری، ابن الجلاب'' اور مشہور اشعری فقیہ امام باقلانی بھی شامل ہیں، ایک خاص مدت کے بعد آپ نے مصر کی طرف ہجرت کی، اور تادمِ آخر یہاں ہی قیام فرمایا، متعدد کتب کے مصنف بھی تھے، جن میں فقہ مالکی کی مشہور ''المدوّنۃ'' کی شرح بھی شامل ہے۔

---

[1] محمد بن عبد الله بن محمد بن صالح، أَبو بكر التميمي الأبهري: شيخ المالكية فى العراق. سكن بغداد .وسئل أن يلى القضاء فامتنع .له تصانيف فى شرح مذهب مالك والردّ على مخالفيه منها (الرد على المزنى) ومن كتبه: (الأصول) و (إجماع أهل المدينة) و (فضل المدينة على مكة) و (العوالى) و (الأمالى) كلاهما فى الحديث (الاعلام للزركلى، ج٦، ص ٢٢٥، الابهرى)

هو محمد بن عبد الله بن محمد بن صالح، أبو بكر، الأبهرى، المالكى .فقيه أصولى، محدث، مقرء .قال ابن فرحون: كان ثقة أمينا مشهورا وانتهت إليه الرياسة فى مذهب مالك .سكن بغداد وحدث بها عن أبى عروبة الحرانى وابن أبى داود وأبى زيد المروزى والبغوى وغيرهم .وعنه البرقانى وإبراهيم بن مخلد وأبو الحسن الدارقطنى والباقلانى وابن فارس المقرى .وتفقه ببغداد على القاضى أبى عمر وابنه أبى الحسين . وذكره أبو عمرو الدانى فى طبقات المقرئين، وتفقه على الأبهرى عدد عظيم وخرج له جماعة من الأئمة بأقطار الأرض من العراق وخراسان والجبل وبمصر وإفريقية .من تصانيفه: " شرح مختصر ابن الحكم "، و "الرد على المزنى "فى ثلاثين مسألة، و "كتاب فى أصول الفقه ."و "شرح كتاب عبد الحكم الكبير (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٢، ص ٣٠٩، تحت الترجمة: الابهرى)

www.idaraghufran.org

قاضی عبدالوہاب مالکی، شیخ ابہری کے بعد ان چند علماء میں سے تھے کہ جنہوں نے اس مسلک کی نشرواشاعت عراق ومشرقی ممالک میں کی تھی، لیکن زندگی آخری ایام میں انہوں نے بھی دیگر مالکی اصحاب کی طرح مصر کی طرف ہجرت فرمالی، اور مصر میں ہی درس وتدریس کا سلسلہ جاری فرمایا۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات 422ہجری میں قاہرہ میں ہوئی، اور قاہرہ کے ہی ایک قبرستان میں امام شافعی رحمہ اللہ کی قبر کے قریب آپ کی تدفین ہوئی، آپ کا مقبرہ ابن القاسم، اوراشہب کے قریب ہے، جوامام مالک کے دونمایاں شاگردوں میں سے ہیں۔ [1]

(6)......أبو الوليد سليمان الباجي

شیخ ''أبو الوليد سليمان الباجي ''جن کا پورا نام ''سليمان بن خلف بن سعد، ابو الوليد الباجي '' ہے، مالکی فقہ کے کبار علماء وفقہاء اور''رجالُ الحديث ''میں سے ہیں، جن کی ولادت 403ہجری میں اندلس کے ایک شہر''باجۃ''(Beja) میں ہوئی، اسی وجہ سے''ابو الوليد سليمان الباجي '' کے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے، آپ مشہور فقیہ ابنِ حزم کے ہم عصر تھے، جن سے آپ کے متعدد مناظرے ومجادلے بھی ہوئے۔

چنانچہ آپ کا شمار کبار فقہائے مالکیہ میں ہوتا ہے، وقت کے امام، قاضی اور مفتی تھے، فقہی مسائل کی فہم وفراست اور ان کے ادراک میں تمام اہلِ عصر پر فوقیت رکھتے تھے کہ جنہوں نے کبار فقہائے

---

[1] القاضی عبد الوهاب: هو عبد الوهاب بن علی بن نصر بن أحمد، أبو محمد، الثعلبی، البغدادی، المالکی، فقیه، أديب، من فقهاء المالکية .ولد ببغداد، وأقام بها .وولی القضاء فی اسعرد، وباداريا (فی العراق) .

من تصانيفه: " التلقين "فی فقه المالکية، و "عيون المسائل "، و "النصرة لمذهب مالک "، و "شرح المدونة "، و "الأشراف علی مسائل الخلاف (الاعلام للزرکلی، ج٣، ص ٣٦٥، القاضی عبدالوهاب)

هو عبد الوهاب بن علی بن نصر، أبو محمد، البغدادی، فقيه، حافظ، أديب، شاعر، من أعيان علماء الإسلام، أخذ عن أبی بكر الأبهری، وحدث عنه وأجازه وتفقه عن كبار أصحابه كابن القصار وابن الجلاب والباقلانی .وتفقه به ابن عمروس وأبو الفضل مسلم الدمشقي وغيرهما، وروى عنه جماعة منهم: عبد الحق بن هارون وأبو بكر الخطيب والقاضی ابن الشماع الغافقی الأندلسی، وتولى القضاء بعدة جهات من العراق ثم توجه إلى مصر فحمل لوائها .من تصانيفه: " النصر لمذهب مالك "فی مائة جزء، و "المعونة بمذهب عالم المدينة "، و "الأدلة فی مسائل الخلاف "، و "عيون المسائل "فی الفقه، و "شرح الرسالة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٣١، ص ٣٦٣، ، تحت الترجمة: عبدالوهاب بن علی، عبد الوهاب بن علی 421 - 363هـ)

مالکیہ سے علمی استفادہ کیا تھا، آپ فقہ وفتاویٰ میں راسخُ العلم اور مضبوط حافظہ کے مالک اور متعدد علوم کو سینے میں سموئے ہوئے تھے، دینی علوم کی فہم وریاست ان پر تمام ہوجاتی تھی۔

شیخ ابوولید الباجی نے اپنی کفالت کے لیے مختلف اوقات میں چوکیدار اور سنار کے طور پر بھی کام کیا، تحصیلِ علم کے لیے مشرق کی طرف سفر بھی کیا، اور علم وفضل کے موتی بکھیرتے ہوئے، اپنے شہر واپس آگئے، اور پھر آخر تک وہیں رہے، اندلس کے بعض علاقوں کے قاضی بھی مقرر ہوئے، مالکی کتب کے علاوہ دیگر مسالک کی کتب میں بھی ان کے حوالے بکثرت موجود ہیں۔

موطاء امام مالک کی ایک مشہور شرح ''المنتقى شرح الموطاء'' کے نام سے بھی لکھی، جوکہ مالکی فقہ میں ایک مقبول ترین شرح شمار ہوتی ہے، اور اصولِ فقہ سے متعلق ایک مشہور کتاب ''الاشارة فى اصول الفقه'' بھی تالیف فرمائی، اس کے علاوہ فقہ مالکی کی مشہور کتاب ''المدوّنة'' کی بھی ایک شرح تحریر فرمائی، بایں ہمہ چند اور کتب بھی آپ نے اپنے علمی ورثہ میں چھوڑیں، جن میں ''السراج فى علم الحجاج، إحكام الفصول، فى أحكام الأصول، التسديد إلى معرفة التوحيد، اختلاف الموطّآت، شرح فصول الأحكام، الحدود، الإشارة، فرق الفقهاء، التعديل والتجريح لمن روى عنه البخارى فى الصحيح'' ودیگر کتب شامل ہیں۔

ولادت کا سال 403 ہجری، اور وفات کا سال 474 ہجری (1081ء) ہے۔ [1]

---

[1] أبو الوليد الباجى:

سليمان بن خلف بن سعد التجيبى القرطبى، أبو الوليد الباجى: فقيه مالكى كبير، من رجال الحديث .أصله من بطليوس (Badajoz) ومولده فى باجة (Beja) بالأندلس .رحل إلى الحجاز سنة 426هـ فمكث ثلاثة أعوام .وأقام ببغداد ثلاثة أعوام، وبالموصل عاما، وفى دمشق وحلب مدة .وعاد إلى الأندلس، فولى القضاء فى بعض أنحائها .وتوفى بالمرية Almeria من كتبه (السراج فى علم الحجاج) و (إحكام الفصول، فى أحكام الأصول – خ) منه نسخة فى مجلد ضخم، فى خزانة القرويين بفاس، كتبت سنة 681 هـ (الرقم 621 / 40) و (التسديد إلى معرفة التوحيد) و (اختلاف الموطّآت) و (شرح فصول الأحكام، وبيان ما مضى به العمل من الفقهاء والحكام – خ) و (الحدود) و (الإشارة – خ) رسالة فى أصول الفقه، و (فرق الفقهاء) و (المنتقى – طكبير، فى شرح موطأ مالك و (شرح المدونة) و (التعديل والتجريح لمن روى عنه البخارى فى الصحيح) (الاعلام للزركلى، ج٣، ص ١٢٥، ابو الوليد الباجى)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط95) مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نئی ریاستی اصلاحات (قسط1)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ریاستی سطح پر کئی اہم اصلاحات اور نئے نظامات متعارف کروائے جو اسلامی ریاست کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ چند اہم اصلاحات یہ ہیں۔

انتظامی اصلاحات:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی ریاست کو صوبوں میں تقسیم کیا اور ہر صوبے پر ایک گورنر مقرر کیا۔ ساتھ ہی، گورنروں کی کارکردگی پر نظر رکھنے کے لیے محتسب (احتساب کنندہ) بھی مقرر کیے گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ریاستی انتظام میں جو اصلاحات کی گئیں، ان میں سب سے نمایاں انتظامی اصلاحات تھیں۔ اسلامی ریاست اُس وقت تیزی سے پھیل رہی تھی، اور وسیع وعریض علاقوں کو ایک مرکزی حکومت کے زیرِ انتظام لانے کے لیے ایک مضبوط انتظامی ڈھانچے کی ضرورت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی ریاست کو مختلف صوبوں میں تقسیم کیا تاکہ حکومتی معاملات اور انتظامی فیصلے زیادہ منظم اور مؤثر طریقے سے چلائے جاسکیں۔ [1]

صوبوں کی تقسیم:

اسلامی فتوحات کے نتیجے میں اسلامی ریاست کے علاقوں میں اضافہ ہورہا تھا، جس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ریاست کو مختلف صوبوں (امصار) میں تقسیم کیا۔ ہر صوبے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک والی (گورنر) مقرر کیا۔ یہ گورنرز مقامی سطح پر انتظامی معاملات چلاتے تھے، مثلاً مالیات، عدالتی امور، عوامی فلاح وبہبود، اور فوجی انتظامات وغیرہ۔ [2]

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۳ص۲۹۷

[2] تاریخ الخلفاء لجلال الدین سیوطی، باب فی عمر رضی اللہ عنہ

www.idaraghufran.org

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گورنروں کو خاص ہدایات دی تھیں کہ وہ عوام کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو دیانت داری سے ادا کریں۔ گورنر کی تقرری کے وقت ان سے عہد لیا جاتا تھا کہ وہ خود کو عوام سے افضل نہیں سمجھیں گے اور عدل وانصاف سے حکومت کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان گورنروں کی نگرانی کے لیے ایک جامع نظام بنایا تا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے کوتاہی نہ کریں۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلامی ریاست کو بڑے صوبوں میں تقسیم کیا، جن میں سب سے نمایاں درج ذیل تھے

حجاز (مکہ، مدینہ، طائف)

مکہ اور مدینہ کے مقدس شہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی براہ راست نگرانی میں تھے، جبکہ طائف کو ایک الگ صوبہ بنایا گیا۔

شام:

دمشق شام کا صوبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات کے بعد اسلامی ریاست کا حصہ بنا، اور اسے ایک اہم صوبہ قرار دیا گیا۔ اس کی انتظامیہ کے تحت دمشق، حمص، اور اردن جیسے شہر آتے تھے۔

عراق (دارالحکومت کوفہ، بصرہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عراق کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا، کوفہ اور بصرہ۔ ہر ایک شہر کو ایک الگ صوبے کی حیثیت دی گئی، اور دونوں کی الگ الگ گورنری مقرر کی گئی۔

مصر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فتح ہوا، اور اسے ایک اہم صوبہ بنایا گیا۔

حضرت عمر نے اس کی انتظامیہ کے لیے عمرو بن العاص کو گورنر مقرر کیا۔

---

[1] فصل الخطاب فی سیرۃ ابن الخطاب ص ۳۲۴ الفصل الخامس، المبحث الثانی، تعیین الولاۃ فی عهد عمر

www.idaraghufran.org

فارس (دارالحکومت، مدائن):

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فارس (موجودہ ایران) کی فتح کے بعد، اسے بھی اسلامی ریاست کا حصہ بنایا گیا اور مدائن کو اس کا مرکز قرار دیا گیا۔ [1]

احتساب کا نظام:

ایک بڑی اصلاح یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گورنروں کے احتساب کے لیے محتسب مقرر کیے۔ یہ محتسب گورنروں اور دیگر حکومتی اہلکاروں کی کارکردگی پر نظر رکھتے تھے اور اگر کوئی گورنر اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتتا یا عوام کے ساتھ ظلم وزیادتی کرتا، تو اس کے خلاف فوری کارروائی کی جاتی۔ اس نظام کا مقصد یہ تھا کہ حکمرانوں اور عوام کے درمیان ایک اعتدال اور توازن برقرار رہے۔

ایک مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو اس وقت کوفہ کے گورنر تھے) کو واپس بلا کر ان کی کارکردگی پر سوالات کیے اور انہیں کوفہ سے ہٹا دیا کیونکہ کچھ لوگوں نے ان کی شکایت کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعے کے ذریعے یہ پیغام دیا کہ اسلامی ریاست میں کوئی بھی شخص احتساب سے بالاتر نہیں، چاہے وہ کتنا ہی بڑا عہدہ کیوں نہ رکھتا ہو۔ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بنائے ہوئے اس انتظامی نظام کی ایک اور اہم خصوصیت یہ تھی کہ گورنروں کو عوام کے ساتھ میل جول رکھنے کی سختی سے ہدایت کی گئی تھی۔ وہ گورنروں کو عوام کی شکایات سننے اور ان کے مسائل حل کرنے کا پابند بناتے تھے۔ آپ نے گورنروں کو حکم دیا کہ وہ ایسے مکانات میں رہیں جو عوام کے لیے قابلِ رسائی ہوں تا کہ لوگ ان سے براہِ راست رابطہ کر سکیں۔

---

[1] البدایة والنهایة لابن الاثیر، ج۷ص ۱۳۳ تا ۱۴۰ دار الکتب العلمیة،بیروت

[2] فلما كتب سعد بذلک إلى عمر– وكان قد عزل سعدا فی غضون ذلک– شافه سعد عمر بما تمالئوا عليه وتصدوا إليه، وأنه قد اجتمع منهم مائة وخمسون ألفا .وجاء كتاب عبد الله بن عبد الله ابن عتبان من الكوفة إلى عمر مع قريب بن ظفر العبدی بأنهم قد اجتمعوا وهم متحرفون متذامرون على الإسلام وأهله، وأن المصلحة يا أمير المؤمنين أن نقصدهم فنعاجلهم عما هموا به وعزموا عليه من المسير إلى بلادنا .فقال عمر لحامل الكتاب: ما اسمک؟ قال: قريب .قال: ابن من؟ قال: ابن ظفر .فتفائل عمر بذلک وقال: ظفر قريب .(البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج۷ص ۱۰۷ دار الفکر ۱۹۸۶)

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ٹیکنالوجی کا جادوئی سفر!

پیارے بچو! ایک چھوٹے سے شہر میں ایک ذہین بچہ علی رہتا تھا۔علی کو ہمیشہ سے نئی چیزوں کا شوق تھا، خاص طور پر جب بات ٹیکنالوجی کی آتی۔ وہ اسکول سے گھر آتے ہی کمپیوٹر یا موبائل فون پر مختلف ایپس اور ویڈیوز دیکھتا تھا۔علی کے والدین کو لگتا تھا کہ علی صرف گیمز کھیلتا ہے، لیکن علی کا تجسس گیمز سے بڑھ کر تھا۔ وہ ہمیشہ سوچتا تھا کہ موبائل یہ سب کیسے کام کرتا ہے؟ کمپیوٹر میں اتنے سارے راز کیوں چھپے ہوتے ہیں؟ ایک دن علی کے پاس ہونے پر، اس کے والدین نے اسے ایک نیا کمپیوٹر تحفے میں دیا۔علی بے حد خوش ہوا اور فوراً کمپیوٹر کو سیٹ کر کے آن کیا۔ اُس نے کمپیوٹر کے مختلف فنکشنز کو سمجھنے کی کوشش شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے، اُس کا شوق ایک نئے سفر کی طرف مڑ گیا۔ اُس کے دوست، حسن کو بھی ٹیکنالوجی کا شوق تھا۔ ایک دن حسن، علی کے گھر آیا اور دونوں نے مل کر کمپیوٹر پر مختلف ایپس اور گیمز کا جائزہ لیا۔ حسن نے علی سے کہا، ''کیا تم جانتے ہو کہ ہم صرف گیمز کھیلنے کے بجائے کچھ سیکھ بھی سکتے ہیں؟'' علی حیرانی سے بولا، ''کیا مطلب؟ کیا کمپیوٹر سے پڑھائی بھی کی جا سکتی ہے؟'' حسن نے مُسکراتے ہوئے کہا، ''بالکل! میں نے یوٹیوب پر کوڈنگ سیکھنا شروع کیا ہے اور اب میں اپنی موبائل ایپ بنانے کا سوچ رہا ہوں!'' علی کو یہ سن کر حیرانی ہوئی۔ ''کوڈنگ! یہ کیا ہوتی ہے؟'' زینب نے وضاحت کی، ''کوڈنگ وہ زبان ہے جس کے ذریعے ہم کمپیوٹر کو بتاتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔ اگر ہم کوڈنگ سیکھ لیں، تو ہم اپنی گیمز، ایپس اور ویب سائٹس خود بنا سکتے ہیں!'' علی کو یہ خیال بہت پسند آیا۔ اُس نے فوراً انٹرنیٹ پر سرچ کیا اور ''کوڈنگ کیسے سیکھیں'' لکھا۔ انٹرنیٹ نے بہت سی ویب سائٹس اور ویڈیوز دکھائیں جہاں سے وہ کوڈنگ سیکھ سکتے تھے۔ دونوں نے طے کیا کہ وہ روزانہ تھوڑا وقت نکال کر کوڈنگ سیکھیں گے۔ اگلے چند ہفتوں میں علی اور حسن نے کوڈنگ کے بنیادی اصول سیکھ لیے۔ وہ دونوں اس بات پر خوش تھے کہ انہوں نے اپنی پہلی چھوٹی سی گیم بنالی تھی۔ یہ ایک مہماتی گیم تھی جس میں وہ دونوں سپر

www.idaraghufran.org

ہیروز بن کر دُنیا کو بچاتے تھے۔گیم میں علی کی خاص طاقت اُس کا تیز دماغ تھا،اور حسن کی خاصیت اُس کی چالاکی تھی۔دونوں کی گیم بہت دلچسپ تھی،اور اُنہیں فخر تھا کہ یہ انہوں نے خود بنائی ہے۔

اسی دوران، اسکول میں ان کے استاد نے ایک اہم اعلان کیا،''بچو! اگلے ہفتے ہم سب کو ایک پروجیکٹ جمع کروانا ہے،جس کا مقصد نئی چیزیں سیکھنا اور اُن کو دوسروں کے ساتھ شیئر کرنا ہے۔ جس بچے کا پروجیکٹ سب سے منفرد ہوگا،اُسے انعام ملے گا!'' یہ سنتے ہی علی اور حسن نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی گیم کا پروجیکٹ پیش کریں گے۔انہوں نے اپنے پروجیکٹ پر اور بھی محنت کی، نئے مراحل اور چیلنجز شامل کیے تاکہ گیم مزید دلچسپ اور منفرد بن سکے۔اب یہ گیم نہ صرف تفریحی تھی بلکہ بچوں کو مسائل حل کرنے اور ٹیم ورک کی اہمیت بھی سکھاتی تھی۔

پروجیکٹ کے دن علی اور حسن دونوں بہت پرجوش تھے۔انہوں نے اپنی گیم کو بڑی سکرین پر پیش کیا اور بتایا کہ کیسے انہوں نے کوڈنگ سیکھ کر یہ گیم بنائی ہے۔علی نے کہا،''ہم نے یوٹیوب اور مختلف ویب سائٹس سے کوڈنگ سیکھی اور پھر اپنے خیالات کو اس گیم میں ڈھالا۔ہم نے سیکھا کہ ٹیکنالوجی کا صحیح استعمال ہمیں نئی نئی چیزیں سکھا سکتا ہے۔''حسن نے کہا''ہم نے اس گیم میں یہ بھی دکھایا ہے کہ جب ہم ٹیم ورک سے کام کرتے ہیں تو بڑے سے بڑا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔''تمام طلباء اور اساتذہ نے اُن کی گیم کو بہت پسند کیا۔ان کے استاد نے کہا،''علی اور حسن نے نہ صرف ٹیکنالوجی کا صحیح استعمال کیا ہے بلکہ دُوسروں کو بھی ترغیب دی ہے کہ وہ اسے مثبت طریقے سے استعمال کریں۔ یہ پروجیکٹ واقعی بہت منفرد ہے،اور اس کے ذریعے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے۔''

آخرکار،علی اور حسن کو پروجیکٹ میں پہلی پوزیشن ملی۔انہیں ایک خوبصورت ٹرافی کے ساتھ ایک خصوصی انعام بھی ملا،ایک روبوٹ کِٹ!اب وہ دونوں نہ صرف کوڈنگ میں ماہر تھے، بلکہ مستقبل میں اپنے روبوٹ بنانے کے بھی خواب دیکھنے لگے۔پروجیکٹ کے بعد،علی اور حسن نے اپنے باقی دوستوں کو بھی کوڈنگ سکھانا شروع کی اور سب نے مل کر نئی نئی چیزیں بنانا شروع کیں۔علی کے والدین بھی اس کی کامیابی سے بہت خوش تھے اور فخر محسوس کرتے تھے کہ ان کا بیٹا ٹیکنالوجی کا صحیح استعمال کررہا ہے۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب: قسط84) مفتی طلحہ مدثر

زیب وزینت میں خواتین کے اختیارات(حصہ2)

معزز خواتین ! صفائی (Cleanliness)اور زینت (Beautification) میں فرق ہے،صفائی کا مطلب ہے، کسی چیز کی قدرتی (Natural)اور فطرتی حالت کو ایسے اثرات سے محفوظ رکھنا جو اس کو نقصان یا تکلیف پہنچائے ،خواہ وہ تکلیف بیماری کی شکل میں ہو، یا کسی اور شکل میں، جبکہ زینت اس سے ایک درجہ (Step) آگے کی چیز ہے، جس کا مطلب ہے، کسی بھی چیز کی فطرتی حالت کو اس انداز اور سلیقہ سے ترتیب دینا کہ وہ دیکھنے والے کے دل کو بھالے، آسان الفاظ میں اس کا یہی مفہوم ہے، اسلام میں نہ صرف یہ کہ حدود کے اندر رہتے ہوئے ، زینت ایک پسندیدہ چیز ہے، بلکہ اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے، چنانچہ اسی سلسلے میں چند آیات واحادیث ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن مجید میں زینت کا حکم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کے لیے زینت کو جائز قرار دیا ہے، اور زینت کے حرام نہ ہونے کا ذکر فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَابَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ(سورۃ اعراف،31,32)

ترجمہ:اے آدم کی اولاد! ہر مسجد(نماز) کے وقت اپنی زینت کو اختیار کرلیا کرو، اور کھاؤ اور پیو، لیکن حد سے نہ بڑھو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کا پسند نہیں فرماتا، (اے نبی) آپ کہہ دیجیے! اللہ نے اپنے بندوں کے لیے جو زینت نکالی ہے اور جو کھانے پینے کی چیزیں پیدا فرمائی ہیں انہیں کس نے حرام قرار دیا، آپ فرما دیجیے

www.idaraghufran.org

کہ یہ چیزیں دنیاوی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں۔قیامت کے دن ان کے لیے خالص (خاص طور پر) ہوں گی۔ہم اسی طرح ان لوگوں کے لیے آیات بیان کرتے ہیں جو جانتے ہیں (اعراف 31,32)

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا، کہ اللہ تعالیٰ زینت کو پسند فرماتے ہیں، اور یہ زینت مسلمانوں کے لیے پیدا کی گئی ہیں، لہٰذا ان کو اختیار کرنا چاہیے۔

احادیث میں زینت کا حکم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے بڑی وضاحت کے ساتھ سوال کیا کہ اچھے کپڑے، یا جوتے، یا دیگر چیزیں استعمال کرنا تکبر میں داخل تو نہیں ہے، جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کے تکبر میں داخل ہونے کی نفی فرمادی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا يدخل النار من كان في قلبه مثقال حبة من إيمان، ولا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال حبة من كبر فقال رجل: يا رسول الله، إني ليعجبني أن يكون ثوبي غسيلا، ورأسي دهينا، وشراك نعلي جديدا، وذكر أشياء حتى ذكر علاقة سوطه، أفمن الكبر ذاك يا رسول الله؟ قال: " لا، ذاك الجمال، إن الله جميل يحب الجمال، ولكن الكبر من سفه الحق، وازدرى الناس (مسند احمد، 3789)

ترجمہ: جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اور جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، تو ایک آدمی نے عرض کیا، اے رسول اللہ! مجھے یہ بات بہت پسند ہے، کہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہوں، اور میرے سر پر تیل لگا ہو، اور میرے جوتے کے تسمے نئے ہوں، اور اس نے مزید بھی کئی چیزوں کا ذکر کیا، یہاں تک کہ اپنے کوڑے کے بندھن کا بھی ذکر کیا، یا رسول اللہ کیا یہ سب تکبر میں داخل ہے؟، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ، یہ تو جمال (خوبصورتی میں داخل ہے)، اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے ، اور وہ

خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، لیکن تکبر تو صحیح بات سے (خود کو بڑا سمجھتے ہوئے) تسلیم نہ کرنا اور لوگوں کو کم تر سمجھنا ہے (مسند احمد)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا، کہ محض خوش لباس ہونے کو پسند کرنا برا نہیں ہے، اگر کوئی سلیقہ کو پسند کرتا ہے، تو اس میں کوئی برائی نہیں، کیونکہ ایسی خوبصورتی کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کو یہ بات بھی پسند ہے، کہ جب اللہ نے نعمت دی ہو، تو اس کا اثر بندے پر نظر بھی آئے، یعنی ایسا نہ ہو، کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت سے نواز رکھا ہے، لیکن دیکھنے میں ایسا محسوس ہو، کہ شہر میں اس سے زیادہ مسکین اور فاقہ زدہ کوئی ہے ہی نہیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده (سنن ترمذی، 2819)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھنا پسند ہے (ترمذی)

ایک حدیث شریف میں اس کی مزید وضاحت آئی ہے، چنانچہ حضرت عوف بن مالک سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أتيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وأنا قشف الهيئة, فقال هل لک من مال؟ فقلت: نعم, قال من أى مال؟ قلت: من كل قد آتانى اللّٰه من الإبل والرقيق والغنم, قال إذا آتاک اللّٰه مالا, فلير عليک

(صحیح ابن حبان، 5416)

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، بدحال (شکل وصورت میلی کچیلی تھی) تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تمہارے پاس کوئی مال ہے؟، میں نے کہا جی ہاں!، انہوں نے پوچھا کس قسم کا مال ہے؟، میں نے عرض کیا، اللہ نے مجھے اونٹ، مویشی، غلام ہر طرح کا مال عطا کیا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ نے تمہیں مال دیا ہے، تو اس کا اثر بھی تم پر نظر آنا چاہیے (ابن حبان)

مذکورہ حدیث سے بھی معلوم ہوا، کہ نعمت کے موجود ہوتے ہوئے، حال سے بے حال ہونا اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے، بلکہ نعمت کے اثرات کا ظاہر ہونا پسندیدہ ہے۔ (جاری ہے......)

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

تکفیر بازی و مغالطاتِ سلفی کا جائزہ

ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ اب سلفی صاحب، ماہنامہ ’’حق چار یار‘‘ میں شائع ہونے والے اپنے مضمون کو کتابی شکل میں ’’ضربتِ حق چار یار‘‘ کے عنوان سے شائع کر چکے ہیں، جس پر ہماری طرف سے مختصر تبصرہ بھی گزشتہ شماروں میں شائع ہو چکا ہے۔

دوسری طرف موصوف کی حالت یہ ہے کہ وہ جابجا علمی امور پر گفتگو کرنے کے بجائے، ذاتیات پر طعن و تشنیع کا زیادہ ذوق رکھتے ہیں، جس پر کلام کرنا، موضوع سے دور کر دیتا ہے، اور اپنے اور قارئین کے تضییع اوقات کا باعث بنتا ہے۔

اس لئے مناسب یہی معلوم ہوا کہ ایسے امور پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہوا جائے کہ:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا (سورۃ الفرقان، رقم الحدیث ٦٣)

اور اس کے بجائے اپنی صلاحیتوں کو مفید تر دینی امور میں خرچ کیا جائے۔

ہماری طرف سے بحمد اللہ تعالیٰ اس موضوع پر جمہور مجتہدین وفقہائے مجتہدین کی عبارات کی روشنی میں متواتر تصریحات پیش کی جا چکی ہیں، جبکہ موصوف جس موقف کو اپنائے ہوئے ہیں، وہ جمہور مجتہدین وفقہائے مجتہدین کے برعکس مرجوح موقف ہے، جس کو اختیار کرنے والے حضرات صرف چند متاخرین مشائخ واکابر ہیں، جن کے موقف کو ہم جمہور مجتہدین وفقہائے مجتہدین کے مقابلہ میں ترجیح نہیں دے سکتے۔

اس لئے اب یہی مناسب سمجھا گیا کہ موصوف کی طرف سے کتابی شکل میں شائع شدہ مضمون کا جواب کتابی شکل میں ہی شائع کرنے پر اکتفاء کیا جائے، اور موصوف کی طرف سے اس کتابی مضمون کے بعد مزید جو امور سامنے آئے، یا آئندہ آئیں، ان میں سے ضرورت سمجھے جانے والے امور پر بھی کتابی شکل میں کلام کیا جائے، جو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ’’ضربتِ حق چار یار کا تحقیقی جائزہ‘‘ کے عنوان سے منظرِ عام پر آ جائے گا۔ فقط۔ محمد رضوان۔

16/ ربیع الآخر/1446ھ-19/ اکتوبر/2024ء بروز اتوار ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

کیاآپ جانتے ھیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

تجارتی بائیکاٹ،اور اس میں غلو وبے اعتدالی (قسط4)

حضرت اسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ تَوَضَّأَ مِنْ مَاءٍ نَصْرَانِيَّةٍ فِي جَرَّةٍ نَصْرَانِيَّةٍ (السنن الصغریٰ للبیہقی، رقم الحدیث ۲۲۱، ۲۲۲،کتاب الطھارۃ، باب الآنیۃ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانی (یعنی عیسائی) کے پانی سے وضو کیا، جو نصرانی کے ڈول میں تھا (بیہقی)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کے برتن میں موجود پانی کوفی نفسہٖ پاک سمجھا جاتا ہے،اوراس سے وضوکرنا،یااس کو پینا جائز ہوتا ہے،کیونکہ پانی کواللہ تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہے۔

اورحضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ لَمْ يَرَ بِطَعَامِهِمْ بَأْسًا (مصنف ابن ابی شیبۃ،رقم الحدیث ۳۳۳۶۱،کتاب السیر،باب ما قالوا فی طعامِ الیھودی والنصرانی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ غیرمسلموں کے کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اورحضرت ابنِ سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظْهَرُونَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَيَأْكُلُونَ مِنْ أَوْعِيَتِهِمْ وَيَشْرَبُونَ فِي أَسْقِيَتِهِمْ (مصنف ابن ابی شیبۃ،رقم الحدیث ۳۳۳۵۴،کتاب السیر،باب ما قالوا فی آنیۃ المجوسی والمشرک)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مشرکین پر فتح حاصل کر لیتے تھے، پھر ان کے (کھانے کے استعمالی) برتنوں میں کھا لیا کرتے تھے، اور ان کے (پینے کے استعمالی) مشکیزوں میں پی لیا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت ابووائل اور حضرت ابراہیم رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا قَدِمَ الْمُسْلِمُوْنَ أَصَابُوْا مِنْ أَطْعِمَةِ الْمَجُوْسِ مِنْ جُبْنِهِمْ وَخُبْزِهِمْ فَأَكَلُوْا وَلَمْ يَسْأَلُوْا عَنْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۳۳۳۴۴، کتاب السیر، باب ما قالوا فی طعام المجوسِ وفواکِهِهِم)

ترجمہ: جب مسلمان کسی علاقہ میں پہنچتے تھے، تو وہ مجوس (یعنی آتش پرست مشرکوں) کے کھانے، مثلاً ان کے پنیر اور ان کی روٹی کو لے لیا کرتے تھے، پھر کھا لیا کرتے تھے، اور وہ اس کے بارے میں (پاکی ناپاکی، حلال وحرام وغیرہ کے متعلق) سوال نہیں کیا کرتے تھے (ابنِ ابی شیبہ)

اور حضرت ہشام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: لَا بَأْسَ بِخَلِّهِمْ وَكَامَخِهِمْ وَأَلْبَانِهِمْ (مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۳۳۳۴۶، کتاب السیر، باب ما قالوا فی طعام المجوسِ وفواکِهِهِم)

ترجمہ: حضرت حسن (بصری) سے روایت ہے کہ مشرکین کے سرکہ اور ان کے سالن اور ان کے دودھ کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں (ابنِ ابی شیبہ)

حضرت حسن اور حضرت محمد بن سیرین رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَجِيْئُوْنَ بِالسَّمْنِ فِيْ ظُرُوْفِهِمْ فَيَشْتَرِيْهِ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ فَيَأْكُلُوْنَهُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ

(مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحدیث ۳۳۳۴۸، کتاب السیر، باب ما قالوا فی طعام المجوسِ وفواکِهِهِم)

ترجمہ: مشرکین اپنے برتنوں میں گھی لایا کرتے تھے، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے صحابۂ کرام اور مسلمان خرید لیا کرتے تھے، پھر اس کو کھا لیا کرتے تھے، اور ہم بھی اس کو کھاتے ہیں (ابنِ ابی شیبہ)

مذکورہ احادیث وروایات سے غیر مسلموں کے برتنوں، اور ان کے کھانے پینے کی چیزوں کے استعمال کا جائز ہونا معلوم ہوا۔

فقہائے کرام نے فرمایا کہ اہلِ کتاب (یعنی یہود وعیسائی) کے برتنوں کو دھوئے بغیر استعمال کرنا جائز ہے، البتہ اگر ان کے پاک نہ ہونے (یعنی ناپاک ہونے) کا علم ہو، مثلاً یہ کہ انہوں نے کسی برتن میں شراب پی ہو، یا مردار کھایا ہو، تو پھر دھوئے بغیر استعمال کرنا منع ہے۔ [1]

اور اہلِ کتاب کے علاوہ دوسرے غیر مسلموں کے جن برتنوں کے پاک ناپاک ہونے کا علم نہ ہو، حنفیہ کے نزدیک ان برتنوں کو دھونے سے پہلے اِن میں کھانا پینا مکروہ ہے، لیکن اگر دھونے سے پہلے ان کے برتنوں میں کھا پی لیا، تو جائز ہے، اور اس صورت میں حرام کھانے پینے والا شمار نہ ہوگا۔

[1] آنية غير المسلمين: آنية أهل الكتاب : ذهب الحنفية والمالكية وهو أحد القولين عند الحنابلة إلى جواز استعمال آنية أهل الكتاب، إلا إذا تيقن عدم طهارتها . فقد نص الحنفية على أن "سؤر الآدمي وما يؤكل لحمه طاهر؛ لأن المختلط به اللعاب، وقد تولد من لحم طاهر فيكون طاهرا . ويدخل في هذا الجواب الجنب والحائض، والكافر وما دام سؤره طاهرا فاستعمال آنيته جائز من باب أولى . واستدلوا بما روى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنزل وفد ثقيف في المسجد وكانوا مشركين، ولو كان عين المشرك نجسا لما فعل ذلك . ولا يعارض بقوله تعالى (إنما المشركون نجس) لأن المراد به النجس في الاعتقاد، ومن باب أولى أهل الكتاب وآنيتهم . وذلك لقوله تعالى (وطعام الذين أوتوا الكتاب حل لكم وطعامكم حل لهم) وروى عبد الله بن مغفل قال دلى جراب من شحم يوم خيبر، فالتزمته وقلت : والله لا أعطى اليوم أحدا من هذا شيئا . فالتفت فإذا رسول الله صلى الله عليه وسلم يبتسم وروى أنس أن النبي صلى الله عليه وسلم أضافه يهودي بخبز شعير وإهالة سنخة.

وتوضأ عمر من جرة نصرانية. وصرح القرافي من المالكية في الفروق بأن جميع ما يصنعه أهل الكتاب والمسلمون الذين لا يصلون ولا يستنجون ولا يتحرزون من النجاسات، من الأطعمة وغيرها، محمول على الطهارة، وإن كان الغالب عليه النجاسة.

ومذهب الشافعية، وهو رواية أخرى للحنابلة، أنه يكره استعمال أواني أهل الكتاب، إلا أن يتيقن طهارتها، فلا كراهة، وسواء المتدين باستعمال النجاسة وغيره . ودليلهم ما روى أبو ثعلبة الخشني رضي الله عنه قال : قلت : يا رسول الله، إنا بأرض أهل كتاب، أنأكل في آنيتهم؟ فقال : لا تأكلوا في آنيتهم إلا إن لم تجدوا عنها بدا، فاغسلوها بالماء، ثم كلوا فيها وأقل أحوال النهي الكراهة، ولأنهم لا يجتنبون النجاسة، فكره لذلك . على أن الشافعية يرون أن أوانيهم المستعملة في الماء أخف كراهة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ا ص ۱۲۴، مادة "آنية")

www.idaraghufran.org

اور اگر ان کے برتنوں کے ناپاک ہونے کا علم ہو، تو پاک کرنے سے پہلے ان میں کھانا پینا جائز نہیں۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غیر مسلموں کے علاقہ سے حاصل کردہ لباس اور دوسری اشیاء کا استعمال کرنا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ اُس زمانہ میں ملکِ شام سے مختلف قسم کے لباس آیا کرتے تھے، جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرمالیا کرتے تھے، اور اس زمانہ میں ملکِ شام میں غیر مسلم لوگ آباد تھے۔

[1] فذهب الحنفية إلى أنه يكره الأكل والشرب فى أوانى المشركين قبل الغسل، ومع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، ولا يكون آكلا وشاربا حراما .وهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأوانى، فأما إذا علم فإنه لا يجوز أن يشرب ويأكل منها قبل الغسل، ولو شرب أو أكل كان شاربا وآكلا حراما، وهو نظير سؤر الدجاجة إذا علم أنه كان على منقارها نجاسة فإنه لا يجوز التوضؤ به.

والصلاة فى سراويل المشركين نظير الأكل والشرب من أوانيهم :إن علم أن سراويلهم نجسة لا تجوز الصلاة فيها، وإن لم يعلم تكره الصلاة فيها، ولو صلى يجوز.

وذهب المالكية إلى أنه يحرم أن يصلى فرض أو نفل بلباس كافر، ذكر أو أنثى، كتابى أو غيره، باشر جلده أو لم يباشره، كان مما الشأن أن تلحقه النجاسة كالذيل وما حاذى الفرج، أو لا كعمامته والشال، جديدا أو لا، إلا أن تعلم أو تظن طهارته، بخلاف نسجه أى منسوج الكافر، فيصلى فيه ما لم تتحقق نجاسته أو تظن لحمله على الطهارة، وكذا سائر صنائعه يحمل فيها على الطهارة عند الشك -ولو صنعها فى بيت نفسه -خلافا لابن عرفة.

ويحرم أن يصلى بما ينام فيه مصل آخر، أى غير مريد الصلاة به، لأن الغالب نجاسته بمنى أو غيره، وهذا إذا لم يعلم أو يظن أن من ينام فيه محتاط فى طهارته، وإلا صلى فيه، وكذا يصلى فيه إذا أخبر صاحبه بطهارته إذا كان ثقة.

وأما ما يفرش فى المضايف والقيعان والمقاعد فتجوز الصلاة فيه، لأن الغالب أن النائم عليه يلتف فى شىء آخر غير ذلك الفرش، فإذا حصل منه شىء مثلا فإنما يصيب ما هو ملتف به، فقد اتفق الأصل والغالب على طهارتها.

وذهب الشافعية إلى أنه لو غلبت النجاسة فى شىء والأصل فيه الطهارة كثياب مدمنى الخمر، والنجاسة كالمجوس والمجانين والصبيان والجزارين . حكم له بالطهارة عملا بالأصل، وكذا ما عمت به البلوى كعرق الدواب ولعابها . ونحو ذلك.

وذهب الحنابلة إلى أن ثياب الكفار وأوانيهم طاهرة إن جهل حالها كما لو علمت طهارتها، وكذا آنية مدمنى الخمر وثيابهم، وآنية من لابس النجاسة كثيرا وثيابهم طاهرة.

وتصح الصلاة فى ثياب المرضعة والحائض والصبى ونحوهم كمدمنى الخمر لأن الأصل طهارتها، مع الكراهة احتياطا للعبادة، ما لم تعلم نجاستها فلا تصح الصلاة فيها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۰ ص۱۰۵، ۱۰۶، مادة "نجاسة" استعمال ما غالب حاله النجاسة)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ:يَا مُغِيْرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ فَأَخَذْتُهَا، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ، فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ، فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى (صحيح مسلم، رقم الحديث ۲۷۴ ”۷۷“ كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مغیرہ! برتن (میں پانی) لے آئیے! میں برتن (میں پانی) لے کر آپ کے ساتھ نکل پڑا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے، یہاں تک کہ مجھ سے غائب ہوگئے، پھر آپ نے قضائے حاجت فرمائی، پھر (قضائے حاجت سے فارغ ہوکر) واپس آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تنگ آستینوں والا شامی جبہ پہنا ہوا تھا، آپ نے اپنا ہاتھ اس کی آستین سے نکالنا چاہا، لیکن وہ بہت تنگ تھی تو آپ نے اس کے نیچے سے اپنا ہاتھ نکالا، پھر میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، اور آپ نے نماز کی طرح کا وضو کیا، پھر اپنے خفین (چمڑے کے موزوں) پر مسح کیا، پھر نماز ادا کی (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةٌ شَامِيَّةٌ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاءُ شَامِيَّةٌ (مسند ابی حنيفة رواية الحصكفی، رقم الحديث ۱، كتاب اللباس والزينة)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شامی ٹوپی تھی، اور حضرت عطاء کی حضرت ابو ہریرہ

کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفید شامی ٹوپی تھی (مسند ابی حنیفہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :هَلَکَ الْمُتَنَطِّعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا

(صحیح مسلم،رقم الحدیث ۲۶۷۰"،کتاب العلم،بَابُ هَلَکَ الْمُتَنَطِّعُونَ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلف وغلو کرنے والے ہلاک ہو گئے، یہ بات آپ نے تین مرتبہ بیان فرمائی (صحیح مسلم)

غلو وتکلف اور کھود کرید خواہ کلام میں ہو، یا کام میں ہلاکت کا باعث ہے۔ [1]

حضرت مسعر سے روایت ہے کہ:

أَخْرَجَ إِلَيَّ مَعْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كِتَابًا وَحَلَفَ عَلَيْهِ أَنَّهُ خَطُّ أَبِيهِ، فَإِذَا فِيهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ :وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشَدَّ عَلَى الْمُتَنَطِّعِينَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ عَلَيْهِمْ بَعْدَهُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ، وَإِنِّي لَأَظُنُّ عُمَرَ كَانَ أَشَدَّ أَهْلِ الْأَرْضِ خَوْفًا عَلَيْهِمْ أَوْ لَهُمْ (مسند ابی یعلیٰ،رقم الحدیث ۵۰۲۲) [2]

ترجمہ: میری طرف معن بن عبدالرحمٰن نے ایک مکتوب نکال کر پیش کیا اور اس پر حلف اٹھا کر کہا کہ یہ ان کے والد کا لکھا ہوا ہے، جس میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان مذکور تھا کہ قسم ہے، اس ذات کی، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں نے تکلف وغلو کرنے والوں کے خلاف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو سخت نہیں دیکھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ ان کے خلاف

---

[1] (هَلَکَ الْمُتَنَطِّعُونَ) أَيِ الْمُتَعَمِّقُونَ الْغَالُونَ الْمُجَاوِزُونَ الْحُدُودَ فِي أَقْوَالِهِمْ وَأَفْعَالِهِمْ(شرح النووی علیٰ صحیح مسلم،جزء۱۶،ص ۲۲۰،کِتَاب الْعِلْمِ،بَاب النَّهْيِ عَنْ اتِّبَاعِ مُتَشَابِهِ الْقُرْآنِ وَالتَّحْذِيرِ مِنْ مُتَّبِعِيهِ)

[2] قال حسين سليم أسد : إسناده صحيح(حاشية مسند ابی یعلیٰ)

www.idaraghufran.org

کسی کو سخت نہیں دیکھا، اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں گمان کرتا ہوں کہ روئے زمین میں تکلف وغلو کرنے والوں پر ان سے زیادہ کوئی خوف کرنے والا نہیں تھا (مسندابی یعلیٰ)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ کے مذکورہ خلفائے کرام، تکلف وغلو، غلو اور حلال وحرام، اور پاکی وناپاکی، اور جائز وناجائز ہونے میں زیادہ کھود کرید کرنے والوں کے خلاف بہت سخت تھے، اور ان کو تکلف وغلو کرنے سے شدت کے ساتھ روکا اور منع فرمایا کرتے تھے، اور شریعت نے جو آسان حکم دیا، اس کے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الطُّهُوْرِ وَالدُّعَاءِ (سنن ابی داؤد، رقم الحديث ٩٦، كتاب الطهارة، باب الاسراف فى الماء) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس امت میں عنقریب ایسی قوم ہوگی، جو پاکی اور دعاء میں حد سے تجاوز (اور غلو) کرے گی (ابوداؤد)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

وَأَرَادَ أَنْ يَّنْهٰى عَنْ حُلَلِ الْحِبَرَةِ لِأَنَّهَا تُصْبَغُ بِالْبَوْلِ، فَقَالَ لَهُ أُبَيٌّ: لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ قَدْ لَبِسَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَبِسْنَاهُنَّ فِيْ عَهْدِهٖ

(مسند احمد، رقم الحديث ٢١٢٨٣) [2]

ترجمہ: اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہوا کہ دھاری دار یمنی چادروں سے منع کر دیں کہ ان پر پیشاب کا رنگ چڑھایا جاتا ہے، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن (حاشية سنن ابی داؤد)

[2] قال شعيب الارنؤوط: رجاله ثقات رجال الشيخين، لكن الحسن -وهو البصرى -لم يلق عمرَ ولا أُبيّاً، لكن قد صح نهى عمر عن متعة الحج كما سيأتى، وأما شطره الثانى فقد جاء من طرق عن عمر، وهى وإن كانت منقطعة، لكن بمجموعها تدلُّ على أن لها أصلاً عن عمر. هشيم: هو ابن بشير، ويونس: هو ابن عبيد (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

ان سے فرمایا کہ آپ کو اس سے منع کرنے کا حق نہیں، کیونکہ ان چادروں کو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا ہے، اور ہم بھی اُن کو آپ کے زمانے میں پہنتے رہے ہیں (مسند احمد)

حضرت ابنِ سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

هَمَّ عُمَرُ، أَنْ يَّنْهٰى عَنْ ثِيَابِ حِبَرَةَ لِصَبْغِ الْبَوْلِ، ثُمَّ قَالَ: كُنَّا نُهِينَا، عَنِ التَّعَمُّقِ (مصنف عبدالرزاق،رقم الحديث ۱۴۹۴، کتاب الصلاة، باب ما جاء في الثوب يصبغ بالبول)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دھاری دار یمنی چادر سے منع کرنے کا ارادہ کیا، پیشاب میں رنگے جانے کی وجہ سے، پھر فرمایا کہ ہمیں کھود کرید سے منع کیا گیا ہے (عبدالرزاق)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَّنْهٰى،عَنْ عَصَبِ الْيَمَنِ،قَالَ: نُبِّئْتُ أَنَّهُ يُصْنَعُ بِالْبَوْلِ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ نُهِينَا عَنِ التَّعَمُّقِ (غريب الحديث لإبراهيم الحربي، ج ١ ص ٣٠٢، غريب حديث عبدالله بن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم ، الحديث الرابع عشر، باب عصب)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن کی چادر سے منع کرنے کا ارادہ کیا، اور فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اس کو پیشاب میں تیار کیا جاتا ہے، پھر فرمایا کہ ہمیں کھود کرید سے منع کیا گیا ہے (غریب الحدیث)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ: نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ (بخاری،رقم الحديث ٧٢٩٣، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السؤال وتكلف ما لا يعنيه)

ترجمہ: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں تکلف (اور

www.idaraghufran.org

کھود کرید) سے منع کیا گیا ہے (بخاری)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زیادہ تکلفات اور کھود کرید کے عادی نہیں تھے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مقابلہ میں اجتہاد نہیں کیا کرتے تھے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ''شامی جبہ میں نماز پڑھنے'' کا باب قائم کیا ہے، پھر اس کے ذیل میں فرمایا کہ:

وَقَالَ الحَسَنُ :فِي الثِّيَابِ يَنْسُجُهَا المَجُوسِيُّ لَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا وَقَالَ مَعْمَرٌ :رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ اليَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ (صحيح البخاري، ج ا ،ص ۸۱ ،بَابُ الصَّلاَةِ فِي الجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ)

ترجمہ: اور حسن بصری نے فرمایا کہ ان کپڑوں کے پہننے (اور ان میں نماز پڑھنے) میں حرج نہیں، جن کو مجوسی نے بُنا ہو، اور معمر کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری کو دیکھا کہ انہوں نے یمن کا وہ کپڑا پہنا ہوا تھا، جس کو پیشاب میں ڈبویا جاتا تھا (بخاری)

امام بیہقی نے اس نوعیت کی احادیث وروایات کو جس باب کے تحت ذکر کیا ہے، اس کا عنوان اس طرح قائم کیا ہے کہ:

''بابُ الصَّلاةِ فی ثیابِ الصِّبیانِ والمُشرِکینَ، وأَنَّ الثّیابَ علی الطَّهارَةِ حَتَّى يُعلَمَ فيها نَجاسَةٌ''

''یہ باب ہے، بچوں اور مشرکوں کے کپڑوں میں نماز پڑھنے کا اور اس بات کا کہ کپڑا، پاک شمار ہوتا ہے، ج تک اس میں نجاست ہونے کا علم نہ ہو''

پھر اس باب کے تحت ایک حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام بیہقی نے فرمایا کہ:

والجُبَّةُ الشامِيَّةُ فی عَصرِ النبیِّ -صلى اللّه عليه وسلم -مِن نَسجِ المُشرِکینَ، وقَد تَوَضَّأ وهِیَ علیه وصَلّی (السنن الكبرىٰ للبيهقي، ج۵، ص ۷۴، بابُ الصَّلاةِ فی ثیابِ الصِّبیانِ والمُشرِکینَ، وأَنَّ الثّیابَ علی الطَّهارَةِ حَتَّى يُعلَمَ فيها نَجاسَةٌ)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شامی جبہ، مشرکوں کا بنا ہوا ہوتا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وہ شامی جبہ آپ نے پہن رکھا تھا، اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی (سنن کبریٰ بیہقی)

اسی ضمن میں امام بیہقی نے ایک روایت یہ بھی ذکر کی ہے کہ:

عن الحسنِ قالَ :لا بأسَ بالصَّلاةِ في رِداءِ اليَهودِ والنّصارَى (السنن الكبرىٰ للبيهقي، ج٥، ص ٧، باب الصَّلاةِ في ثيابِ الصِّبيانِ والمُشرِكينَ، وأنَّ الثّيابَ على الطَّهارَةِ حَتّٰى يُعلَمَ فيها نَجاسَةٌ)

ترجمہ: حسن بصری نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ کی چادر پہن کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں (سنن کبریٰ بیہقی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَهْدٰى أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيصَةً شَامِيَّةً لَهَا عَلَمٌ، فَشَهِدَ فِيهَا الصَّلَاةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: رُدِّي هٰذِهِ الْخَمِيصَةَ إِلَى أَبِي جَهْمٍ، فَإِنِّي نَظَرْتُ إِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلَاةِ، فَكَادَ يَفْتِنُنِي (مسنداحمد، رقم الحديث ٢٥٤٤٥) [1]

ترجمہ: ابوجہم بن حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شامی چادر ہدیہ کی، جس پر نقش ونگار بنے ہوئے تھے، پس اس کو پہن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اداء فرمائی، پھر آپ جب نماز پڑھ چکے، تو فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم کو لوٹا دو، کیونکہ میری نماز میں اس کے نقش ونگار کی طرف توجہ ہوگئی، شاید یہ مجھے فتنہ میں ڈال دے (مسنداحمد)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَجَاءَتْ عِيرٌ مِنَ الشَّامِ، فَانْفَتَلَ النَّاسُ إِلَيْهَا، حَتّٰى لَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا،

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

www.idaraghufran.org

فَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْجُمُعَةِ: وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا (صحیح مسلم رقم الحدیث ۸۶۳ "۳۶"، کتاب الجمعة، باب ما جاء فی الخطبة یوم الجمعة)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہوکر خطبہ دے رہے تھے، اسی دوران ملکِ شام سے (تاجروں کا) ایک قافلہ آ گیا، لوگ اس کی طرف متوجہ ہوگئے، یہاں تک کہ بارہ آدمی ہی باقی رہ گئے، اس پر سورہ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

"وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا"

یعنی "جب انہوں نے تجارت یا لہو کو دیکھا، تو اس کی طرف متوجہ ہوگئے، اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ گئے" (مسلم)

بہر حال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ملکِ شام سے (جو اس وقت کافروں کا ملک تھا) کافر تاجروں کا مدینہ منورہ آ کر مختلف اشیاء کا فروخت کرنا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا خریدنا ثابت ہے، یہاں تک کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبۂ جمعہ کے دوران صحابۂ کرام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوے، چھوڑ کر خریداری کے لئے چلے گئے تھے، جس پر سورہ جمعہ کی آیت نازل ہوئی، جس میں جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت کرنے سے منع کیا گیا، اور یہ حکم آج تک برقرار ہے، لیکن اس موقع پر بھی کفار، یا ان کی مصنوعات کی خرید وفروخت سے منع نہیں کیا گیا۔

اب کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور آپ کے صحابہ کو نعوذ باللہ کافروں، اور یہودیوں کا "موالاتی" یا "غیرتِ ایمانی کے خلاف کا مرتکب" قرار دینے کی کوئی مسلمان جرائت کرسکتا ہے؟ [1]

---

[1] فیه من الفقه :إباحة لبس ثیاب المشرکین؛ لأن الشام کانت ذلک الوقت دار کفر، وکان ذلک فی غزوة تبوک سنة تسع من الهجرة، وکانت ثیاب المشرکین ضیقة الأکمام(شرح صحیح البخاری لابنِ بطال، ج۲ص۲۵، باب الصلاة فی الجبة الشامیة)

ویستفاد منه ما یأتی :أولاً :جواز الصلاة فی ملابس الکفار سواء کانت جبة أو ثوباً أو عباء ة أو سروالاً أو سواه ما لم یتحقق من نجاستها، لأنّ النبی -صلی الله علیه وسلم -صلّی فی الجبة الشامیة التی کانت فی ذلک العصر من لباس النصاری، فدل ذلک علی جواز الصلاة فی ملابسهم (منار القاری لحمزة محمد قاسم، ج۱،ص۳۸۱،باب الصلاة فی الجبة الشامیة)

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ایک باب اس طرح قائم کیا ہے:

”بَابُ الشِّرَاءِ وَالبَيْعِ مَعَ المُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الحَرْبِ“

”یہ باب ہے مشرکین اور حربی کافروں کے ساتھ خرید وفروخت کا“

پھر اس باب کے ضمن میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً؟ -أَوْ قَالَ - :أَمْ هِبَةً "، قَالَ :لاَ، بَلْ بَيْعٌ، فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً (صحيح البخارى، رقم الحديث ٢٢١٦، بَابُ الشِّرَاءِ وَالبَيْعِ مَعَ المُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الحَرْبِ)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پھر ایک مشرک آدمی آیا، جو لمبا تھا اور اس کے سر کے بال گھنگریالے تھے، وہ بکریاں ہانک رہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ فروخت کرنا چاہتا ہے، یا عطیہ کے طور پر دینا چاہتا ہے، اس نے کہا کہ نہیں، بلکہ فروخت کرنا چاہتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بکری خرید لی (صحیح بخاری)

مذکورہ حدیث میں مشرک سے بکری خریدنے کا صاف ذکر ہے، اور دوسری روایات میں اس بکری کو ذبح کرنے کے بعد پکا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا، اس کے گوشت کا کھانا بھی ثابت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ، وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ (صحيح البخارى، رقم الحديث ٢٠٦٨ كتاب البيوع، بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيئَةِ)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے کھانا خریدا، ایک مقررہ مدت تک (یعنی ادھار) اور اس کو اپنی ایک لوہے کی درع رہن رکھوائی (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی ایک روایت میں ہے کہ:

تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، بِثَلاثِينَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ (صحيح البخارى،رقم الحديث ٢٩١٦، كتاب الجهاد،بَابُ مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالقَمِيصِ فِي الحَرْبِ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت میں وفات ہوگئی کہ آپ کی درع یہودی کے پاس تیس صاع جو کی خریداری کے عوض میں رہن رکھی ہوئی تھی (صحیح بخاری)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ (صحيح البخارى،رقم الحديث ٢٠٦٩ كتاب البيوع،بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّسِيئَةِ)

ترجمہ: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی درع مدینہ میں یہودی کے پاس رہن رکھوائی، اور اس یہودی سے اپنے گھر والوں کے لئے جو کو خریدے (صحیح بخاری)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے اہلِ خانہ کے کھانے کے لئے غلہ، یہودی سے ادھار خریدا، اور آپ کی وفات تک یہودی کے ساتھ بیع کا یہ عمل برقرار رہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ثَوْبَاكَ غَلِيظَانِ فَلَوْ نَزَعْتَهُمَا وَبَعَثْتُ إِلَى فُلَانٍ التَّاجِرِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْكَ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ، قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ ابْعَثْ إِلَيَّ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ؟ فَأَبَى (المستدرك للحاكم،رقم الحديث ٢٢٠٨)

ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کے یہ دو کپڑے موٹے ہیں، پس اگر آپ ان کو اتار دیں، اور فلاں (یہودی) تاجر کے پاس کسی کو بھیج دیں، جو آپ کو دو کپڑے خرید لائے، جب سہولت ہوگی، اس کی قیمت ادا کر دیں گے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اس (یہودی) تاجر کے پاس بھیجا کہ مجھے دو کپڑے دیدیں، جب آسانی ہوگی، قیمت اداء کردوں گا، تو اس (یہودی) تاجر نے ادھار فروخت کرنے سے منع کر دیا (حاکم)

اور سنن ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَانِ قِطْرِيَّانِ غَلِيظَانِ، فَكَانَ إِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ، ثَقُلَا عَلَيْهِ، فَقَدِمَ بَزٌّ مِنَ الشَّامِ لِفُلَانٍ اليَهُودِيِّ، فَقُلْتُ :لَوْ بَعَثْتَ إِلَيْهِ، فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ إِلَى المَيْسَرَةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ: فَقَالَ :قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيدُ، إِنَّمَا يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَالِي أَوْ بِدَرَاهِمِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :كَذَبَ، قَدْ عَلِمَ أَنِّي مِنْ أَتْقَاهُمْ لِلَّهِ، وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ(سنن الترمذی،رقم الحدیث ۱۲۱۳ ،بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الشِّرَاءِ إِلَى أَجَلٍ) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم پر قطر کے بنے ہوئے دو موٹے کپڑے پہنتے تھے، جب آپ بیٹھتے اور پسینہ آتا، تو یہ آپ کی طبیعت پر گراں گزرتے، پس اسی اثناء میں ایک یہودی کے پاس شام سے قیمتی کپڑا آیا، میں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو بھیجیں کہ وہ آپ کے لیے اس یہودی سے دو کپڑے خرید لائے، جب سہولت ہوگی، اس کی قیمت اداء کردیں گے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہودی کے پاس (کپڑے خریدنے کے لئے) بھیجا، اس یہودی نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا ارادہ ہے، وہ یہ چاہتے ہیں کہ میرا مال، یا میرے پیسے لے لیں (اور بعد میں اداء نہ کریں) اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس یہودی نے جھوٹ بولا، وہ جانتا ہے کہ بے شک میں ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں، اور ان سب سے زیادہ امانت اداء کرنے والا ہوں (سنن ترمذی)

ملاحظہ فرمایئے کہ اس تاجر یہودی کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا خیالات اور الزامات تھے، پھر بھی اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کا معاملہ کرنا چاہا، اور اپنے جانثار صحابہ کو بھی اس یہودی تاجر سے بیع وشراء سے بائیکاٹ کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔

---

[1] قال الترمذی: حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

www.idaraghufran.org

یہودی کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی گستاخی کرنے کے بعد کسی کی ''غیرتِ ایمانی'' نے اس سے بائیکاٹ پر نہیں ابھارا۔

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أن رسول الله -صلّى الله عليه وسلم -استعار منه أدراعاً يوم حُنينٍ، فقال :أغصبٌ يا محمد؟ فقالَ" :لا، بل عاريَّةٌ مضمونَةٌ (سنن ابی داود،رقم الحديث ٣٥٦٢) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے (اسلام لانے سے پہلے کافر ہونے کی حالت میں) حنین کے دن، چند درعوں کو عاریت کے طور پر طلب کیا، انہوں نے کہا کہ اے محمد کیا غصب کرلیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ عاریت ہے، جو قابلِ ادائیگی ہے (سنن ابی داود)

اس واقعہ کو امام حاکم نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

عاریت پر لینا بھی ایک معاملہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلم سے عاریت کا معاملہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانُونَ وَسْقَ تَمْرٍ، وَعِشْرُونَ وَسْقَ شَعِيرٍ(صحيح البخارى،رقم الحديث ٢٣٢٨)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے یہودیوں سے، جو زمین سے پھلوں، یا کھیتی کی پیداوار ہو، اس کے مخصوص حصہ لینے کی شرط پر معاملہ کیا، پھر اس کی پیداوار سے آپ اپنی بیویوں کو سو (١٠٠) وسق، اور اسی (٨٠) وسق کھجور، اور بیس (٢٠) وسق جو کے دیا

[1] قال شعيب الارنؤوط:حديث حسن(حاشية سنن ابى داود)

[2] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَارَ مِنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ أَدْرُعًا وَسِنَانًا فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَعَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ؟ قَالَ :عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ(المستدرك للحاكم،رقم الحديث ٢٣٠١)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

وقال الذهبى فى التلخيص:على شرط مسلم

کرتے تھے (بخاری)

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ دَفَعَ إِلَى يَهُودِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَأَرْضَهَا، عَلَى أَنْ يَعْتَمِلُوهَا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَلِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرُ ثَمَرِهَا (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۵۵۱ "۵")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی کھجوروں، اور زمین کو اس شرط پر دیا کہ وہ اس زمین میں اپنے اموال سے عمل کریں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی پیداوار کا ایک حصہ دیں (صحیح مسلم)

ملاحظہ فرمایئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ نہ صرف یہ کہ معاملہ کیا، بلکہ ان کی کمائی سے غلہ جات اور پھل حاصل کر کے خود اور اپنی ازواجِ مطہرات کو بھی کھلایا۔

اگر کفار و یہودیوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرنے، اور ان سے جائز طریقہ پر کوئی چیز حاصل کر کے کھانے، یا استعمال کرنے میں کوئی اللہ کی ناپسندیدگی والی بات ہوتی، تو اللہ نہ صرف یہ کہ اس سے آگاہ فرماتا، بلکہ اس کا غیب سے متبادل انتظام بھی فرماتا۔

کیا نعوذ باللہ کافروں اور یہودیوں کے ساتھ مذکورہ معاملات میں سے کسی معاملہ کو "غیرتِ ایمانی کے خلاف، یا اللہ کا ناپسندیدہ فعل" قرار دینے کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ (جاری ہے............)

وبائی امراض اور اسباب وعلاج

طاعون اور وبائی ومتعدی امراض کے حقیقی ومعنوی اسباب، طاعون اور وبائی امراض کے موقع پر اسلامی تعلیمات واحکامات، طاعون اور وبائی امراض کے موقع پر معنوی وحسی حفاظتی تدابیر واسباب، افراط وتفریط کے درمیان، راہِ اعتدال پر کلام

طاعون اور وباؤں کے موقع پر تدابیر واسباب

مصنّف: مفتی محمد رضوان خان

ناشر: کتب خانہ ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔051-5507270

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط106 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ اور خضر (حصہ ہفتم)

کشتی کے واقعہ، اوراس کے بارے میں سوال وجواب مکمل ہونے کے بعد حضرت موسیٰ اور حضرت خضر نے دوبارہ اپنا سفر شروع کیا، راستے میں ان کی ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی، حضرت خضر نے اس لڑکے کو قتل کردیا۔ [1]

ایک نابالغ اور بے گناہ کے قتل پر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کیسے خاموش رہ سکتے تھے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، شریعت کے حکم اور منصبِ نبوت کے تقاضے کے مطابق دوبارہ بول پڑے کہ آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی وجہ کے قتل کردیا، اور یہ تو بہت بری اور گناہ کی بات ہے، اورایک نازیبا حرکت ہے، جس کا عقل اور فطرت اور شریعت سب ہی انکار کرتی ہیں، آپ کا یہ فعل پہلے فعل سے زیادہ سخت ہے، آپ نے ایسا برا کام کیا جس کا تدارک بھی ممکن نہیں، کشتی کے شگاف کا تو کسی طریقہ سے تدارک ممکن ہے، مگر قتل کا تدارک ممکن نہیں، مار ڈالنے کے بعد جان ڈالنا کسی کے اختیار میں نہیں، نیز قتل سے جان کا نقصان یقینی ہے، اور شگاف سے کشتی کا غرق ہونا یقینی نہیں ممکن ہے کہ کشتی باوجود شگاف کے غرق نہ ہو، یا لوگ کسی اور طرح سے بچ جائیں۔

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَانْطَلَقَا حَتّٰیٓ اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ لَقَدْ

---

[1] صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ:

قال یعلی: قال سعید: وجد غلمانا یلعبون، فأخذ غلاما کافرا ظریفا فأضجعه ثم ذبحه بالسکین، "قال أقتلت نفسا زکیة بغیر نفس" لم تعمل بالحنث (صحیح البخاری، رقم الحدیث ۴۷۲۶)

www.idaraghufran.org

جِئْتَ شَيْـــًٔا نُّكْرًا (سورة الكهف، رقم الآية ۷۴)

یعنی ''وہ دونوں پھر روانہ ہوگئے، یہاں تک کہ ان کی ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی، تو ان صاحب نے اسے قتل کرڈالا، موسیٰ بول اٹھے کہ ارے کیا آپ نے ایک پاکیزہ جان کو ہلاک کردیا، جبکہ اس نے کسی کی جان نہیں لی تھی (جس کا بدلہ اس سے لیا جائے) یہ تو آپ نے بہت ہی برا کام کیا''۔

حضرت خضر نے، حضرت موسیٰ کی یہ بات سن کہ فرمایا کہ میں نے پہلے ہی آپ سے کہہ نہیں دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکیں گے۔

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (سورة الكهف، رقم الآية ۷۵)

یعنی ''انہوں (یعنی حضرت خضر) نے کہا کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہنے پر صبر نہیں کرسکیں گے؟''

حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ یہ معاملہ تو پہلے معاملہ سے زیادہ سخت ہے، اس لیے فرمایا کہ اگر اس کے بعد میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی، تو آپ مجھے اپنے ساتھ سے الگ کردیجئے، آپ میری طرف سے عذر کی حد پر پہنچ چکے ہیں، اس لیے آئندہ آپ کے کسی کام پر اعتراض کروں، تو ہماری رفاقت ختم ہوجائے گی، کیونکہ آپ کی طرف سے حجّت پوری ہوجائے گی۔

سورہ کہف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا (سورة الكهف، رقم الآية ۷۶)

یعنی ''موسیٰ نے فرمایا کہ اگر اب میں آپ سے کوئی بات پوچھوں، تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے، یقیناً آپ میری طرف سے عذر کی حد کو پہنچ گئے ہیں''۔

حضرت خضر نے اپنے اس کلام میں اپنے پہلے کلام کی بہ نسبت ''لک'' کا اضافہ کیا ہے، اور کلام

میں الفاظ کی زیادتی، معنیٰ کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے، گویا اس جملہ سے حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو نہایت سختی اور تاکید کے ساتھ تنبیہ کی ہے۔ [1]

حضرت موسیٰ کو حضرت خضر کے ساتھ رہنے کی بہت خواہش اور حصولِ علم کی بہت شدید حرص تھی، لیکن انہوں نے جب یہ دیکھا کہ وہ دو بار حضرت خضر کے مقرر کردہ ضابطہ اور ان کی نصیحت کی خلاف ورزی کر چکے ہیں، تو وہ بہت نادم ہوئے، اور انہوں نے خود یہ پیشکش کی، اگر تیسری بار بھی انہوں نے حضرت خضر کے حکم کی خلاف ورزی کی، تو بے شک حضرت خضر انہیں اپنے ساتھ نہ رکھیں، اور اس معاملہ میں وہ حدِ عذر کو پہنچ چکے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ بہت انصاف پسند تھے اور اساتذہ کا بہت زیادہ ادب اور احترام کرنے والے تھے۔ [2]

---

[1] قال الخضر ألم أقل لک إنک لن تستطیع معی قرأ حفص بفتح الیاء والباقون بإسکانها صبرا. زاد فیه لک مکافحة بالعتاب علی رفض العهد مرتین(التفسیر المظهری، ج٦ص٥٥، سورة الکهف)

[2] یہ واقعہ صحیحین میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے:

ثم خرجا من السفینة، فبینا هما یمشیان علی الساحل، إذ أبصر الخضر غلاما یلعب مع الغلمان، فأخذ الخضر رأسه بیده فاقتلعه بیده فقتله، فقال له موسی:"أقتلت نفسا زاکیة بغیر نفس لقد جئت شیئا نکرا،قال ألم أقل لک إنک لن تستطیع معی صبرا"قال: وهذا أشد من الأولی،"قال إن سألتک عن شیء بعدها فلا تصاحبنی قد بلغت من لدنی عذرا"(صحیح البخاری، رقم الحدیث ٤٧٢٥، کتاب تفسیر القرآن، سورة الکهف، صحیح مسلم ٢٣٨٠"١٧٤")

"پھر کشتی سے اُتر کر دریا کے ساحل پر چلنے لگے، اچانک خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ دوسرے لڑکوں میں کھیل رہا ہے، خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس لڑکے کا سر اس کے بدن سے الگ کر دیا، لڑکا مر گیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی جرم کے قتل کر دیا، یہ تو آپ نے بڑا ہی گناہ کیا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے پہلے ہی نہیں کہا تھا، کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ معاملہ پہلے معاملہ سے زیادہ سخت ہے، اس لیے کہا کہ اگر اس کے بعد میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی تو آپ مجھے اپنے ساتھ سے الگ کر دیجیے، آپ میری طرف سے عذر کی حد پر پہنچ چکے ہیں"۔

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

گلا اور حلق کے امراض

گلا اور حلق جسم کے حصوں میں نہایت اہم حصہ ہے، اور گلے یا حلق کے اندر کئی دوسرے اہم اعضاء ہیں، جن کی تندرستی کا، پورے جسم کی تندرستی سے بہت گہرا تعلق ہے۔

گلے سے ہم نگلنے کا کام لیتے ہیں، گلے کی مدد سے ہی آواز نکلتی ہے، سانس لیتے ہوئے بھی حلق کے راستے سے ہوا جسم میں داخل ہوتی ہے، حلق کے راستے سے ہی غذا جسم میں جاتی ہے، گلا بہت سے عضلات، غدد اور اعصاب سے ترکیب ہے، اس کے امراض بھی ان ہی ٹشوز اور ان کے مراکز کی خرابی سے واقع ہوتے ہیں۔

گلے میں موجود حلق کے اندر کئی سوراخ کھلتے ہیں، ناک کے نتھنوں کے پچھلے دو سوراخ، جو حلق کے بالائی اور اگلے حصے میں کھلتے ہیں۔

کان کے دو سوراخ، جو کان اور حلق کے درمیان ہوتے ہیں، یہ بھی حلق کے بالائی حصے میں کھلتے ہیں۔

پانچواں سوراخ وہ ہے، جو منہ اور حلق کے درمیان کھلتا ہے۔

چھٹا سوراخ نرخرے کا ہے، اور ساتواں سوراخ مری یعنی غذا کے راستے کا سوراخ ہے۔

حلق کے اندر کے حصوں کے مختلف طبی نام ہیں، مثلاً حنجرہ، نرخرہ، قصبۃ الریہ، بلعوم، مری، لوزتین، لہات۔

گلے اور حلق کے بہت سے امراض ہیں، اور ہر مرض کا تعلق اس کے حصوں سے ہے، گلے کے جس حصے میں بیماری ہوگی، اسی نسبت سے اس بیماری کا نام ہے۔

کن پھیڑے یا گلے کی سوزش (Mumps)

کن پھیڑے کا مرض ایک فوری اثر اور متعدی مرض ہے، جس میں لعابِ دھن کے غدد اور خاص طور پر کان کے نزدیک کے غدد متورم ہو جاتے ہیں، اور کان کے نیچے کی گلٹی سوج جاتی ہے، عموماً اس گلٹی کو گھلانے سے اس مرض سے نجات مل جاتی ہے۔

www.idaraghufran.org

یہ پانچ سے پندرہ سال تک کے بچوں کا مرض ہے، جوانوں میں عموماً یہ مرض نہیں ہوتا۔

کن پھیڑے کے مرض کا سبب ایک جرثومہ ہے، جولعابِ دھن اور سانس کے ذریعہ تندرست افراد میں سرایت کرجاتا ہے، بعض اوقات ہوا کے ذریعے ایک شخص سے دوسرے شخص میں سانس کی بوندوں، یا کھانسنے، چھینکنے، چھونے سے منتقل ہوتا ہے، اسی طرح یہ مرض خزاں اور بہار کے موسموں میں وباء کے طور پر پھیلتا ہے، مشہور ہے کہ یہ مرض زندگی میں ایک بار ہی ہوتا ہے، مگر یہ بات درست نہیں، ایک مریض کو متعدد مرتبہ بھی کن پھیڑے کا مرض ہوسکتا ہے، مگر ایسا کم ہوتا ہے۔

ابتدائی نشانیوں اور علامات میں اکثر بخار، پٹھوں میں درد، سر کا درد، بھوک کا کم لگنا، اور عام طور پر بیمار محسوس کرنا شامل ہیں، اس کے علاوہ عموماً پہلے بائیں کان کے نیچے اور پیچھے کی طرف کے غدد سوج جاتے ہیں، تین چار دن بعد بائیں طرف کی سوجن میں کمی ہوجاتی ہے، اور دائیں طرف کے غدد سوج جاتے ہیں، دو سے تین ہفتوں میں یہ مرض مناسب تدابیر سے ٹھیک ہوجاتا ہے۔

کن پھیڑے کا مرض کان کے قریب معمولی سے درد سے شروع ہوتا ہے، پھر کانوں کے نزدیک لعابی غدد متورم ہوجاتے ہیں، ورم بڑھنے کے ساتھ ساتھ بخار اور جسم درد کرنے لگتا ہے، بخار کا درجہ حرارت 102 سے 104 تک پہنچ جاتا ہے، ورم اس حد تک بڑھا ہوا ہوتا ہے کہ معمولی ہاتھ لگانے سے بھی درد ہوتا ہے، اور چبانے اور کچھ نگلنے سے بھی درد ہوتا ہے، جب بخار کم ہونے لگے، تو یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ طبیعت صحت کی طرف مائل ہے۔

کن پھیڑے کے مرض میں مریض کی خصوصی توجہ رکھنی چاہئے، اور مریض کو آرام کرنے کی ہدایت کرنی چاہئے، بالخصوص جس بچے کو یہ مرض ہو، تو اس کی غذا کا خیال رکھنا چاہئے، عدم توجہ اور لاپرواہی کی وجہ سے اگر کن پھیڑے کا مرض بگڑ جائے تو مزید پیچیدگیوں کا سبب بن سکتا ہے، چنانچہ گردن توڑ بخار، یا بچوں میں آرام نہ کرنے کی وجہ سے مرض شدت پکڑ کر ورم پھوٹ پڑتا ہے، اور اس کے مسلسل رِستے رہنے کی وجہ سے مستقل بہرہ پن پیدا ہوسکتا ہے، بچیوں میں رحم کا ورم یا پستان کا ورم پیدا ہوسکتا ہے، یا حیض بے ترتیب ہوسکتا ہے، یا دیگر رحم کی بیماریاں پیدا ہوسکتی ہیں، اسی طرح

﴿بقیہ صفحہ ۵۹ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ — مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

❏......9/ربیع الثانی1446ھ(مطابق 13/اکتوبر2024ء) بروز اتوار، ادارہ کا سالانہ شورائی اجلاس، ادارہ غفران میں منعقد ہوا، جس میں مقامی اور بیرونی اراکین شریک ہوئے، مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم (جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا) اور مولانا مفتی محمد زاہد صاحب دامت مدظلہم (جامعہ امدادیہ، فیصل آباد) تشریف لائے، معزز اراکین کے سامنے مالیاتی گوشوارے اور آمد وخرچ کے حسابات پیش کیے گئے، تعلیمی شعبوں، دارالافتاء، شعبہ نشرواشاعت، ماہنامہ التبلیغ، مسجد غفران اور تعمیر پاکستان سکول کی بھی پورے سال کی مالیاتی رپورٹس حسبِ سابق مرتبہ شکل میں اجلاس میں ملاحظہ کی گئیں، معزز اراکین نے تحسین فرمائی اور آراء پیش کیں، بحمداللہ ادارہ مجموعی طور پر اپنے تمام شعبوں میں اپنے مقاصد کے حصول میں ترقی پذیر ہے، اس بات پر اراکین نے اطمینان ظاہر فرمایا''اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ''(اجلاس ظہر تا عصر انعقاد پذیر ہوا)

❏......مورخہ 16/ربیع الثانی1446ھ بروز اتوار، کو حافظ عبدالرافع اور حافظ احسان صاحبان، کی تکمیلِ حفظِ قرآن کے موقع پر دعائیہ تقریب منعقد ہوئی۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۵۸''گلا اور حلق کے امراض''﴾

بچوں میں لاپرواہی کی وجہ سے کن پھیڑے کے مرض کا مادہ خصیتین کی طرف سرایت کرسکتا ہے، جس سے بعض اوقات ایک طرف کا خصیہ سکڑ جاتا ہے، اگر مرض کے مادہ کی شدت ہوتو دونوں طرف کے خصیے سکڑ کر مردانہ صلاحیت ختم کرسکتے ہیں، اس لیے کن پھیڑے کے مرض کو عام مرض سمجھ کر غفلت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

علاج اور غذائیں: مرض کی جگہ یعنی کان کے نیچے ورم شدہ مقام پر ریٹھے کے چھلکے کو پیس کر لیپ کرنا فائدہ مند ہوتا ہے، اس کے علاوہ کھانے کے لئے حسبِ مرض مزید ادویہ کا استعمال کرانا چاہئے، اور دودھ یا دودھ سے تیار کردہ نرم غذائیں مریض کو دینی چاہئے، دودھ رس، دودھ والا دلیا، دودھ والی سویاں، ساگودانہ، فرنی، کسٹرڈ، وغیرہ جیسی نرم اور زود ہضم غذائیں مریض کو استعمال کرانی چاہئیں۔

(حاذق، صفحہ ۱۸۵، وعلاج الامراض، ج ۱، از پروفیسر حکیم محمد اشرف شاکر صاحب مرحوم)

www.idaraghufran.org